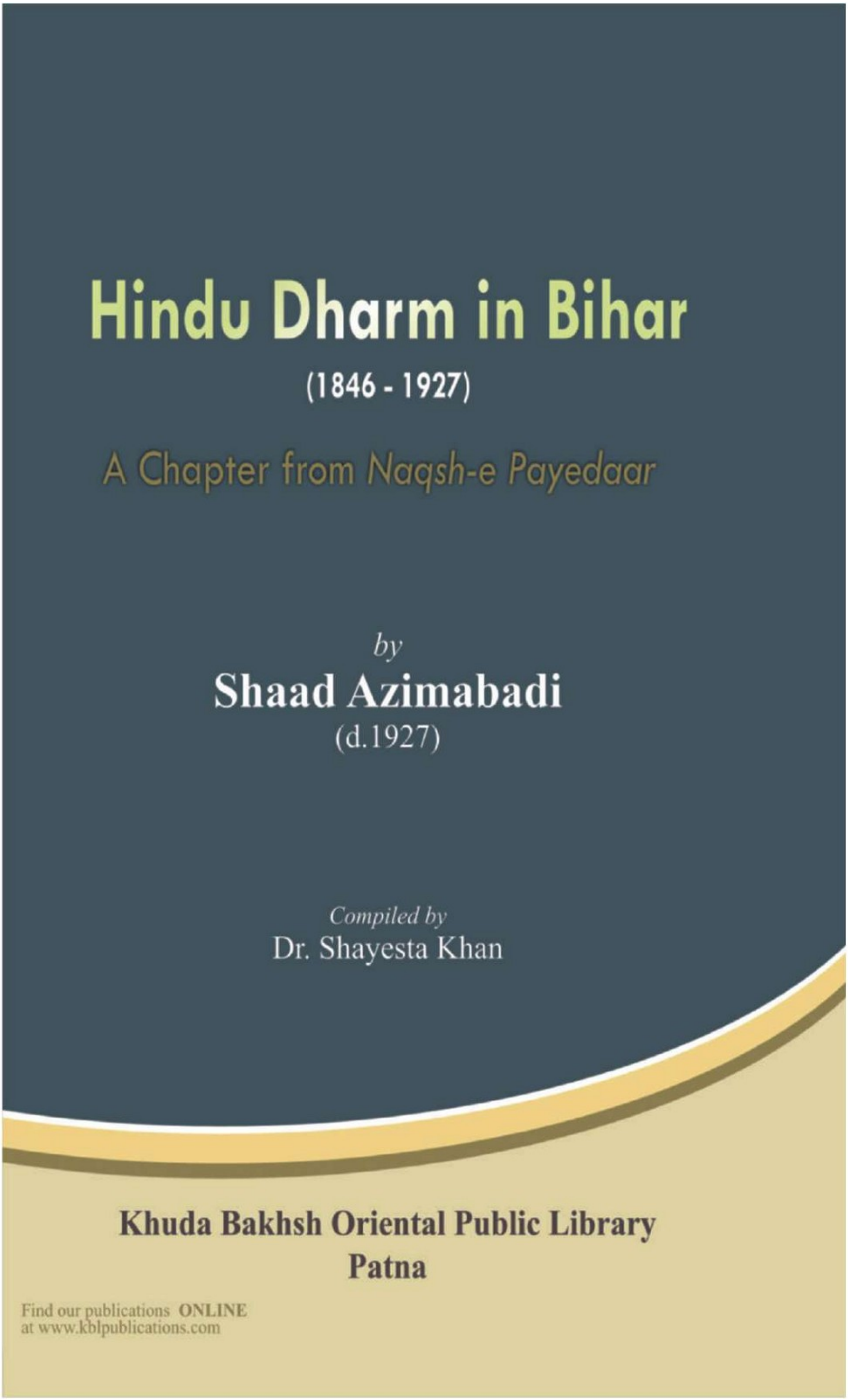

Hindu Dharm in Bihar

(1846 - 1927)

A Chapter from *Naqsh-e Payedaar*

by

Shaad Azimabadi

(d.1927)

Compiled by

Dr. Shayesta Khan

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Find our publications **ONLINE**

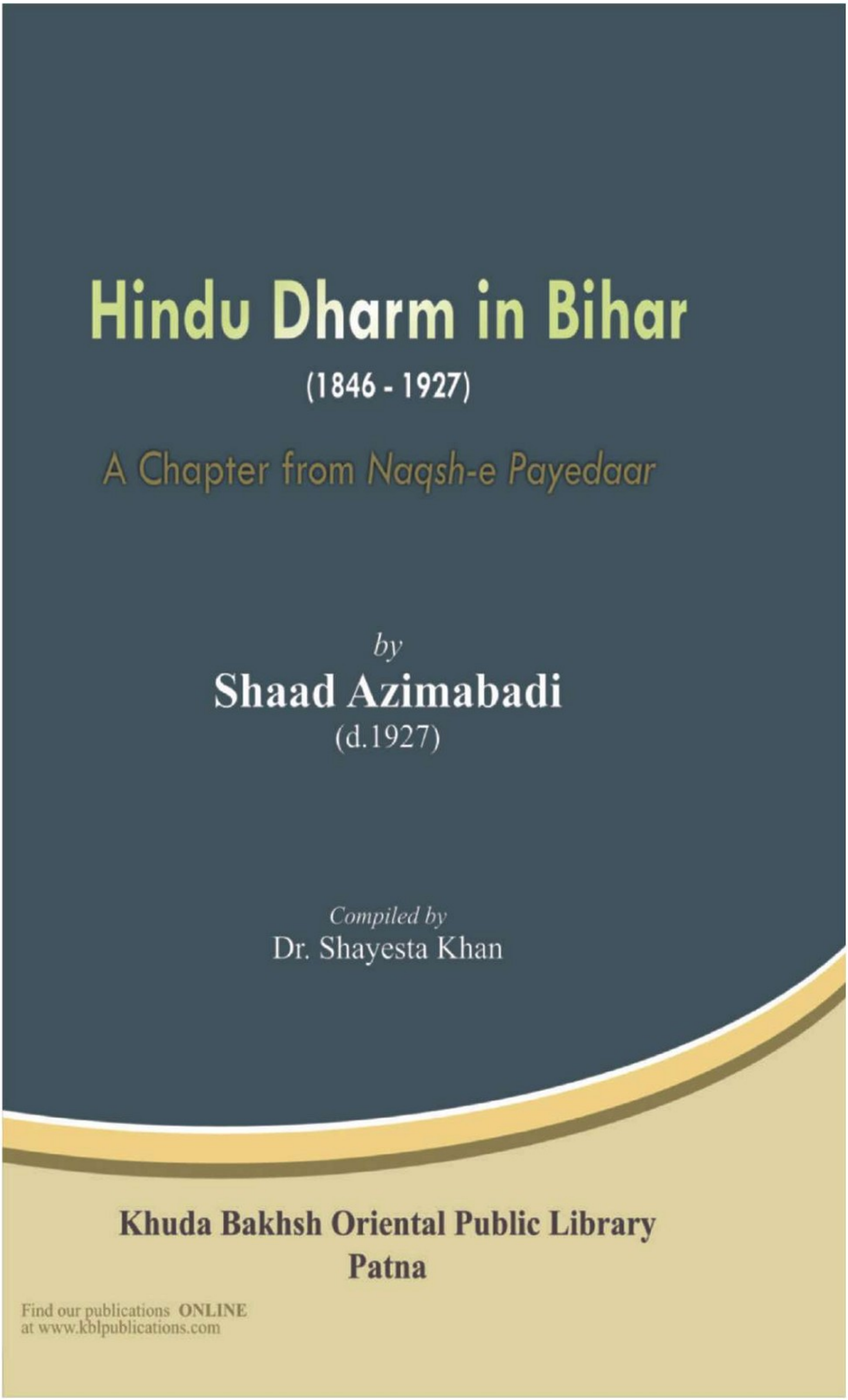

Hindu Dharm in Bihar

(1846 - 1927)

A Chapter from *Naqsh-e Payedaar*

by

Shaad Azimabadi

(d.1927)

Compiled by

Dr. Shayesta Khan

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Find our publications **ONLINE**

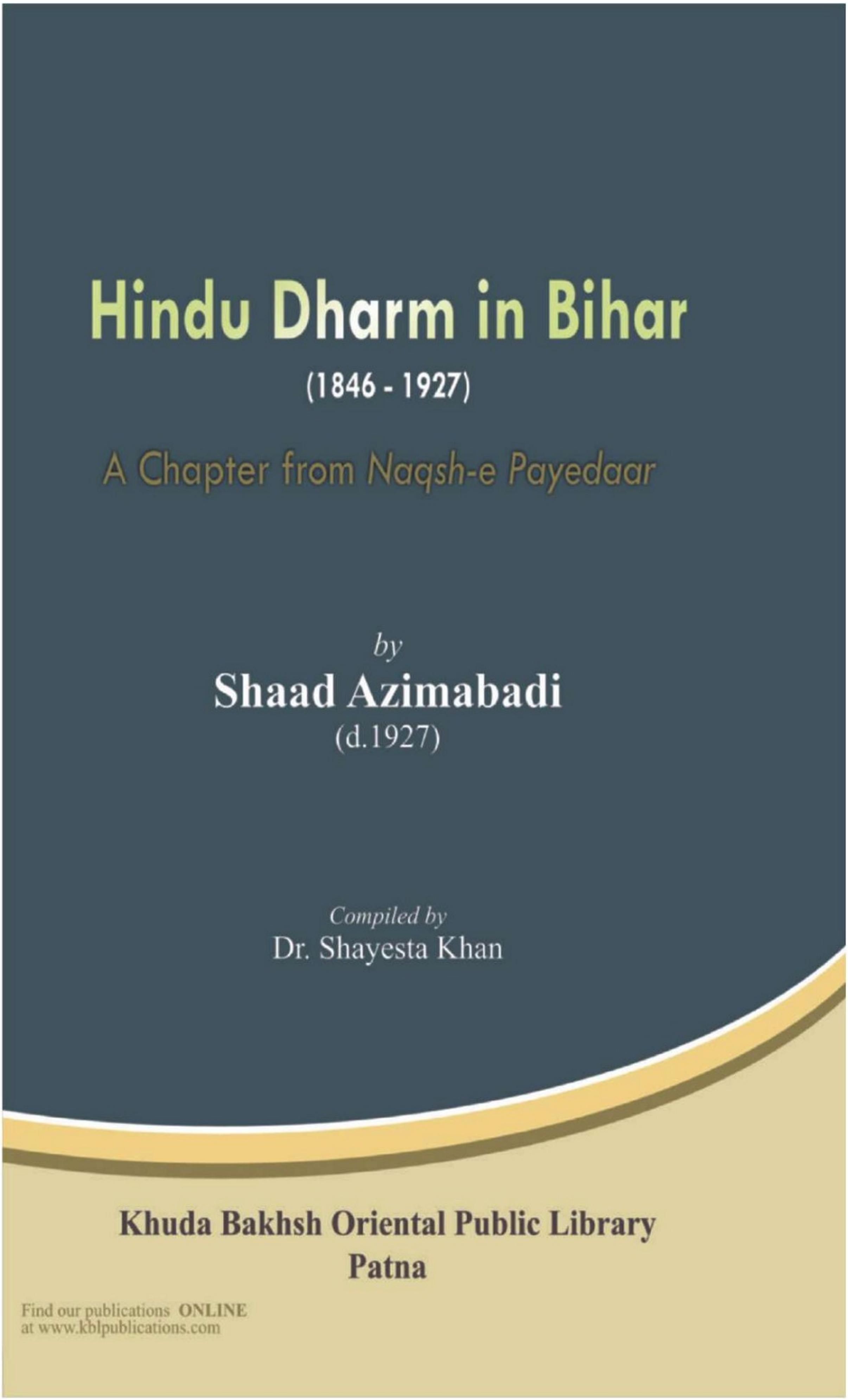

Hindu Dharm in Bihar

(1846 - 1927)

A Chapter from *Naqsh-e Payedaar*

by
Shaad Azimabadi
(d.1927)

Compiled by
Dr. Shayesta Khan

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Find our publications **ONLINE**

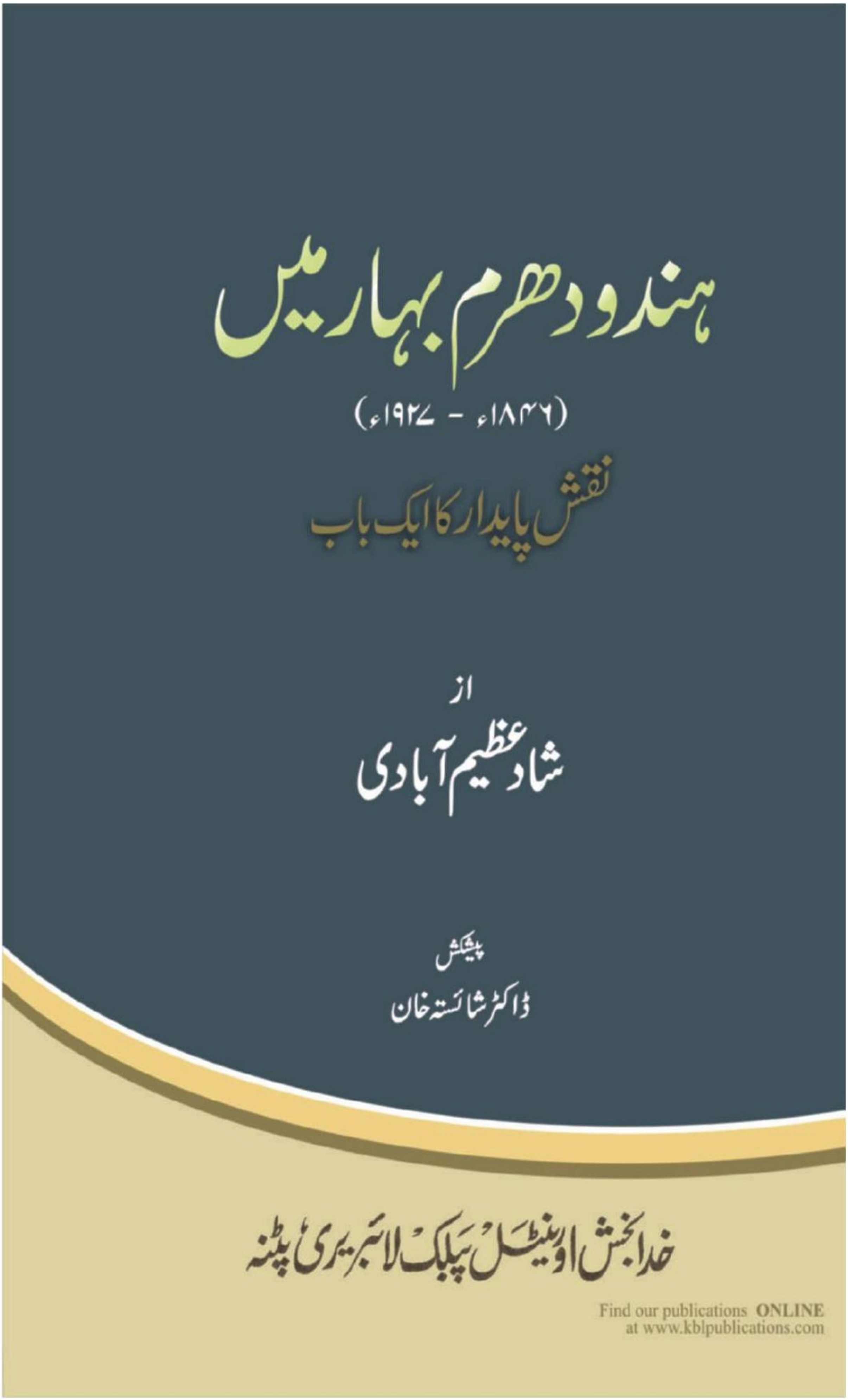

ہندو دھرم بہار میں

(۱۸۴۶ء - ۱۹۲۷ء)

نقش پایدار کا ایک باب

از

شاد عظیم آبادی

پیشکش

ڈاکٹر شائستہ خان

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

Find our publications ONLINE

پہلا ایڈیشن : ۱۹۲۴ء
دوسرا ایڈیشن : ۲۰۲۰ء

پرنٹر و پبلشر: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

فہرست مضامین کتاب

پیش گفتار ۵
ہندوؤں کے بعض مذہبی وغیر مذہبی اقوال واعمال وفلسفہ مذہب ۹
براہمہ ہند کے اعتقادواقوال واعمال ۱۳
● ذات الوہیت (ذات باری تعالیٰ)● سلطان داراشکوہ اور بید ● خدا کے آٹھ صفات
خلقت کائنات ۱۵
● برہما جی ● سنک ● سنندن ● سناتن ● سنت کمار ● مہادیو جی ● مہا پچھمن ● ستاروں کے
بارہ اشکال ● منطقہ ● سبعہ سیارہ ● آفتاب ● زمین/سرگ لوگ/بھولوک/پاتال
خلقت کے اقسام ۱۸
● برہمن ● چھتری ● ویس ● جگ ● ست جگ ● کل جگ ● دس اوتار ● روح وجسم
● آتما ● جیوآتما ● پر(م) آتما ● روحانی حصہ ● سات غلاف روح پر ● استھوں سریر
● پران ● لنگ سریر ● کامروپ ● من ● جیوآتما ● کامروپی خول ● جُونج ● جَونج ● اندری
● من ● ارتھ ● پریت بھاؤ ● پھل ● سرشٹ
دس اوتار ۲۷
● مچھ اوتار ● کورم اوتار ● باراہ اوتار ● نرسنگہ اوتار ● باون اوتار ● پرسرام اوتار ● رام اوتار
● کرشن اوتار ● بودھ اوتار
برہما اور بید ۳۳
● بید کا اختلاف/ کتاب سرِّ اکبر ● رگ بید/شاستر/نیائ شاستر/بشلھک شاستر/سانکھ
شاستر/ پاتنجال شاستر ● میمان شاستر/ دھرم شاستر/کرم تیاگ/پُران ● بیاکرن ● بیدک
● جوتک ● سامدرک ● لیلا وتی ● شگن بدیا ● سربدیا ● اگم بدیا ● اندر جال بدیا ● دس بدیا
● کامر بدیا ● ترپن بدیا ● سر بدیا ● مانگ بدیا ● گج شاستر ● گج سامان موتر ● گاندھرپ
بدیا ● نٹ بدیا ● کام شاستر

فقرائے متصوفین ۳۶

• سنیاسی • جوگی • بیراگی • اداسی • جنی

ہندو فقہیات ۳۹

• تفصیل نجاسات • پاک کرنے والی چیزیں • طریقہ پاک کرنے کا • کنواں کیونکر پاک ہوگا • گھی وغیرہ کیونکر پاک ہوگا • نجس انسان • وہ کپڑے جو ناروا ہیں • حرام جانور • نجس کھانوں کے اقسام • کھانا پکانے اور کھانوں کے آداب • برت (روزہ) • اقسام سخت گناہ کے • بارہ اقسام بدترین گناہ کے • گناہوں کے باقی اقسام • وہ گناہ جن کا چارہ بمشکل ہوتا ہے

ہندوؤں کے شادی بیاہ ۴۶

• شادی کے مراسم • راجہ کے سوا دوسری شادی اوروں کو جائز نہیں • شادی کی رسمیں • موت اور اس کے بعد کے مراسم • جنیو کا رسم • طہارت و قضائے حاجت • اشنان کے آداب • برہمن کے لئے آداب • پراتھنا یعنی دعاء

بیان کتاب گیتا ۵۲

• کتاب گیتا کی شان نزول/ پانڈوؤں کی پیدائش بذریعہ بیاس جی • بیاس جی کی پیدائش • مچھودری کی پیدائش • پانڈوؤں کی تعلیم • جرجودھن کے حرکات پانڈوؤں کے ساتھ • جنگ مہابھارت • کرشن دیوتا کا نزول • روح مرتی نہیں ہے • کتاب گیتا کے اٹھارہ ادھیا • نو شخص طویل العمر • بید کے چاروں حصے • برہموں کی شاخیں • چھتریوں اور راجپوتوں کی شاخیں • چھتری اور کھتری کا فرق • چار برن کے سوا سب چنڈال ہیں • راجہ کے اوقات

فصل خصومات و رفع نزاع کے قواعد ۶۲

• راجہ یا حکام کے اخلاق • ترتیب مسل مقدمہ • گواہ سے حلف/مستثنیٰ گواہ • حلف کے قواعد اور طریقے • جھوٹے مقدمے اور سزا • اٹھارہ اقسام کے جرائم

خاتمہ ۶۶

مندرجہ بالا اس کتاب کی جو فہرست ملاحظہ میں آرہی ہے، اس میں کچھ عنوانات اندر کے صفحوں میں تھے لیکن فہرست میں نہ آسکے تھے، فہرست میں بڑھا دیئے گئے ہیں۔ کچھ عنوانات فہرست میں تو موجود تھے، مگر اندر موجود نہیں تھے، وہ فہرست سے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ ایسے عنوانات جو فہرست میں تو ہیں اندر نہیں ہیں۔ یعنی کبھی لکھنے کا ارادہ ہوا ہوگا، یا متن کے پیراگراف میں اس کا مفہوم آگیا ہو، لیکن باقاعدہ عنوان نہ دیا ہو، اس بات کا متن پڑھنے سے خود ہی انداہ ہو جائے گا۔

☆☆☆

پیش گفتار

شاد عظیم آبادی (علی محمد شاد) نے ۱۹۲۴ء میں ایک انسائیکلو پیڈیائی کتاب بہار کے دھرم اور تہذیب/سنسکرتی پر لکھی جس کا نام رکھا نقشِ پائیدار۔ سچا نام رکھا جو سچ مچ آج بھی پائیدار ہے، انگنت لوگ پڑھتے چلے آئے، وہ نقش آج بھی پائیدار ہے، قائم ہے؛ اور آج ہم بھی اسے ایک نئی صورت میں آپ کو پڑھوانے چلے ہیں۔ اس انسائیکلو پیڈیائی کتاب کا پہلا ادھیائے یا شروع کا سبق بہار کے اس دھرم سے جان پہچان کرانا ہے، جو گوتم سدھارتھ سے صدیوں پہلے یہاں کا دھرم تھا، گوتم کے بعد بھی وہ یہاں کا دھرم رہا، آج بھی ہے، جب گوتم کے بعد کی صدیوں میں اسلام دھرم بھی اپنی جان پہچان کرا گیا، ایسی کہ اب بہار میں شاد عظیم آبادی کے دھرم نے بھی دنکر کے دھرم کی طرح بہار کے واسیوں کو خدا/ ایشور تک پہنچنے کے لئے کئی راستوں میں ایک اور قابل احترام راستہ بھی دکھا دیا ہے۔

شاد عظیم آبادی اچھے اور پکے مسلمان تھے۔ مگر ایسے مسلمان جو ہر دھرم کو برابر کی عزت دیتے تھے، اور مالک تک پہنچنے کے لئے ایک سا قابل احترام راستہ جانتے تھے۔ اسی لئے انھوں نے، آپ جو کتاب پڑھیں گے اس میں، ایسی شرافت سے ہندو دھرم کا پریچے/تعارف کرایا ہے جیسے کوئی پنڈت انجان لوگوں کو اس دھرم کی جان پہچان کرائے۔ تو شاد عظیم آبادی کی اس کتاب کو پڑھ کر کوئی نہ بتا سکے گا کہ یہ کتاب بہار ہی کے ایک فرزند شاد عظیم آبادی کی لکھی ہوئی ہے، جو ایک سچے اور پکے مسلمان تھے (یا کسی ودوان پنڈت کی!)۔

انسان کے اندر اس کی انسانیت کو کیسے جگائیں، مذہب اور دھرم کی اصل روح جو جاں بلب ہے، انسان سے اس کی جان پہچان کیسے کرائیں، اس کا بس ایک ہی راستہ ہے کہ ہر مذہب کی جان پہچان ایک دوسرے سے اتنی تو کرا دیں کہ سامنے آئیں تو پہچان جائیں، اور قریب آئیں تو یہ بھی پہچاننے لگیں کہ سب اس ایک مالک کے بندے ہیں، یہ سب ایک اللہ، ایشور کی سنتان ہیں، ایک خالق نے پوری مخلوق پیدا کی ہے، کوئی ایک نام سے پکارتا ہے کوئی دوسرے سے، پھر فرق کیوں پڑ

جاتا ہے؟ یہ جان پہچان کرانے کے لئے، یہ دوریوں کو نزدیکیوں میں بدلنے کے لئے خدا بخش لائبریری نے ایک شمع جلائے رکھنے کا وعدہ کیا ہے، علم اور گیان کی، محبت اور پریم کی جو ننھی سی شمع برسوں سے روشن کیے رکھی ہے، اس سے اندھیرا کچھ تو کم ہوا ہے۔ آیئے ایک دوسرے کے دھرم کو سمجھ کر، اچھی جان پہچان کر کے، سچے دھارمک بن کر آدمی کی سیوا میں لگ جائیں، آدمی جو سب دھرموں سے بالاتر ہے، اونچا ہے۔

بہار دھرموں کی دھرتی ہے، جین، بدھ، سکھ تین بڑے دھرم سنسار میں بہار کی پہچان ہیں، اور تینوں نے بلکہ چوتھے، پانچویں اور چھٹے (اسلام، ہندومت اور عیسائیت) نے ایک ہی سندیش دیا ہے: امن اور محبت کا سندیش! پچھلی صدی میں ایک دھرم کو دوسرے دھرم سے قریب کرنے، سمجھنے سمجھانے، ملنے ملانے، اور جان پہچان کرانے کے لئے بہار کے دو بڑے آدمیوں نے جو کوششیں سچے دل سے کیں، آئیں انھیں یاد کر کے ان کی بڑائی کو سلام کریں، ایک ودوان رام دھاری سنگھ دنکر تھے، ہم سے چالیس پچاس سال پہلے؛ اور ان سے چالیس پچاس سال پہلے علی محمد شاد عظیم آبادی: دنکر اور شاد دونوں نے تہذیبوں اور دھرموں کو بڑی محبت سے سمجھنے سمجھانے کی کوشش کی: ایک، دنکر نے سنسکرتی کے چار ادھیائے لکھ کر جس میں ایک ادھیائے اسلام کا بھی تھا؛ دوسرے، شاد عظیم آبادی نے ہندو دھرم کی ایسی گہری اسٹڈی کر کے، اس کے اتھاہ سمندر میں ڈوب کے، اپنے بھائی مسلمانوں سے ایسی جان پہچان کرائی، اور بس گھنٹے دو گھنٹے میں ساری باتیں ایسی سہولت سے بتادیں کہ جیسے برسوں سے نہ سنی ہوں گی، ہندو دھرم کا مکمل تعارف کرادیا، ایسا جو بڑے بڑے پنڈتوں کے بھی بس میں نہ ہوگا۔

تو لیجئے شاد عظیم آبادی کے قلم سے ہندو دھرم کا ایک چھوٹا سا مگر بھرپور تعارف یا پرتچے جسے پڑھ کے آپ صدیوں ایک ساتھ رہتے ہوئے بھی بالکل نہیں جانتے تھے کہ آپ کے ہندو بھائی کیا پوجتے ہیں، کیا سوچتے ہیں، صبح سے شام، پیدائش سے وفات، بدلتے موسموں کے خاص تیوہار اور خدا کے انگنت صفات جنہیں انہوں نے انگنت دیوی دیوتاؤں کے ناموں سے موسوم کر رکھا ہے؛ آپ کچھ نہیں جانتے، جیسے وہ آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ جسے مسلمان خدا یا اللہ کہتے ہیں اسی کو وہ ایشور کہتے ہیں۔ اور جسے مسلمان رسول کہتے ہیں، وہ اسے اوتار کا نام دے دیتے ہیں۔ اور دونوں اتنا ضرور جانتے ہیں کہ اچھے کاموں کا اچھا بدلا ملتا ہے، اور برے کاموں کا برا انجام ہوتا ہے، دیر سویر کی بات اور ہے۔ تو پھر اس پر کیوں نہ متفق ہو جائیں کہ سچا دھرم تو بس یہ ہے کہ اپنی زبان سے، اپنے قلم

سے، اپنے قدم سے، ہماری ذات سے، ہمارے وجود سے، ہمارے کسی بھی بات یا عمل سے، کسی کے دل کو دکھ نہ پہنچے۔ یہی سارے دھرموں کی سچائی ہے، اور سمٹ کے سب دھرم اسی نکتے پہ آجاتے ہیں۔

●

میرے لائق احترام پیش رو نے انسانوں کو جانوروں کی طرح لڑتے دیکھ کر لکھا تھا، جو جب بھی سچ تھا، اور آج بھی سچ ہے کہ: ایک دوسرے کو سمجھے بغیر اندھوں، بہروں اور گونگوں کی زندگی گزارتے ہمیں ایک عرصہ بیت گیا۔ ’دیوالی مبارک ہو‘ کی طرح ’محرم مبارک ہو‘ سننے کی نوبت بھی آچکی۔ یہ آخر کب تک! کب تک ہم دیوار سے دیوار، دو کان سے دو کان ملے کے پڑوسی ایک دوسرے کے لئے انجان بنے رہیں گے، اور پھر، اجنبی بن کر ایک دوسرے کو بھنبھوڑتے رہیں گے؛ ایک دوسرے کا خون پیتے رہیں گے۔ شاید اکثر جانور باہم ایک دوسرے کو ہم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ شاید اسی لئے جانوروں کی اکثریت ہم سے شریف تر ثابت ہوتی جا رہی ہے۔ الگاؤ کی باتیں آپ نے بہت سنیں، اور بھی سنیں گے۔ اس وقت تک سنتے رہیں گے جب تک راج نیتی ہمیں الجھائے رکھے گی، جانوروں کی طرح لڑاتی رہے گی۔ آیئے کچھ پیار کی باتیں بھی سن لیں، جنہیں سنتے سنتے، کون جانے کب جانور میں چھپا، سویا ہوا آدمی جاگ جائے۔

●

اس کتابچہ کے بارے میں (جو اصل شاد کی انسائیکلوپیڈیائی کتاب نقش پائیدار میں پہلے باب کے طور سے شامل ہے، اور جسے ہم نے ہندو مذہب پر ایک مستقل بالذات تحریر ہونے کے باعث علاحدہ امتیازی پہچان کے طور سے الگ کتابچہ کی صورت کر دی ہے)، اس کے لکھنے میں پنڈت کالی چرن اور اپنے دوسرے استادوں سے شاد نے جو کچھ پڑھا سمجھا سیکھا، اس کی ابتدائی کہانی انھوں نے اس طرح سنائی ہے:

> ”جن باتوں کو میں اپنے حضرت استاد علیہ الرحمہ سے سن چکا تھا وہ روایات اس میں بھی کم و بیش تھے، جب میں پنڈت کالی چرن صاحب سے زبان بھاکھا اور سنسکرت کا فن عروض پنگل (بہ کسرۂ بائے فارسی وسکون نون وفتحہ کاف فارسی وسکون لام) پڑھتا تھا اسی ضمن میں کتاب گیتا اور کتاب رامائن ودھرم شاستر وغیرہ کتب مذہبی حضرات براہمہ کا بھی مطالعہ کرتا تھا بلکہ پنڈت صاحب کے حسب اشارہ منجملہ اٹھارہ ادھیا کے پانچ ادھیا کتاب گیتا کے

بطور مثنوی اردو میں نظم بھی کر چکا تھا اس لئے جو باتیں کتب مذکورہ میں دلچسپ نظر آئیں ان کو بھی نوٹ کرلیا کرتا تھا رفتہ رفتہ اس کا بھی ایک ذخیرہ جمع ہوگیا تھا جب چار برس بعد پنڈت صاحب نے رحلت کی اور یہ شغل چھوٹا تو ان تمام نوٹوں کو میں نے مٹھوارہ بنا کر رکھ دیا کہ داشتہ آید بکار“۔

ہندو دھرم کو، شاد عظیم آبادی نے جیسا اپنے ارد گرد دیکھا، جانا، پایا، پڑھا اور اپنے استاد پنڈت کالی چرن کی مدد سے سمجھا، اس کی ایک خوبصورت پیشکش ہے یہ کتاب۔

ہندو وِدوانوں کے قدموں میں بیٹھ کر شاد نے ہندو مذہب کو جس طرح سمجھا، اسے سمجھانے اور ہم تک محبت کے ساتھ پہنچانے کی جیسی مبارک کوشش کی ہے، آیئے شاد کے ساتھ کچھ دیر گزاریں اور جس طرح اپنے مذہب کو جانتے ہیں، ایسے ہی اپنے ہندو بھائیوں کے مذہب سے بھی جان پہچان کر لیں، اور مالک الملک کے حکم کو مانتے چلیں کہ اپنے مذہب کو سمجھو تو ساتھ ہی دوسرے مذہبوں کو بھی سمجھتے چلو کہ سچائی جہاں کہیں بھی ہو وہ تو ہماری ہی گُم گشتہ امانت ہے۔

ڈاکٹر شائستہ خان
ڈائریکٹر، خدا بخش لائبریری، پٹنہ

ہندوؤں کے بعض مذہبی وغیر مذہبی اقوال واعمال وفلسفہ مذہب

جب کسی قوم کے تاریخی حالات بیان کئے جائیں تو مناسب یہ ہے کہ ہر چند وہ بیان بالاجمال ہی سہی لیکن اس کے مذہبی وغیر مذہبی اقوال ورسومات ومصطلحات اتنے بھرتو بیان کردئے جائیں کہ نفس تاریخ پر کچھ روشنی پڑے۔ اسی لئے بعض قدمائے مورخین نے تاریخ ہندوستان کے عنوان میں ہندوؤں کے مذہبی وغیر مذہبی اقوال ورسومات جہاں تک ممکن ہوا قلم بند کردئے ہیں۔ اس میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ بعد اس کے کہ کسی اجنب قوم واجنب مذہب کے اس قسم کے مخفی حالات معلوم ہوجاتے ہیں تو بہت سے شکوک ووحشت دفع ہوکر وہ دوری ومحض بیگانگی باقی نہیں رہتی ہے۔ یہی سبب ہوا کہ اکبر بادشاہ نے کروڑوں روپے صرف کر کے صاحبان ہنود کی علمی ومذہبی کتابوں کے ترجمے فارسی میں کروائے۔ ہرچند اصل کتاب بید مقدس کا ترجمہ تو ہو نہ سکا تاہم اس کا فائدہ بھی خاطر خواہ اٹھایا۔ مجکو افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ خاص کر کے علامہ ابوالفضل نے فارسی زبان عام فہم نہ اختیار کی۔ جب تک یہ زبان ہندوستان میں زندہ تھی تب تک تو خیر، جوں جوں فارسی مردہ ہوتی چلی ووں ووں طرفین کو ایک دوسرے سے بُعد ہوتا چلا۔ اور آج تو یہ حالت ہے کہ بجائے خود وہ ترجمے ہمارے لئے ایک اجنب زبان میں ہیں۔

شاہ جہاں کے بڑے بیٹے سلطان دارا شکوہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جو ضروری بات اکبر شاہ پوری نہ کرسکا یعنی بید مقدس کا ترجمہ، میں اس کا سرانجام کروں، اگر بذات خاص میرے ہی ہاتھ سے یہ کام پورا ہو تو اور بھی مناسب ہے۔ مسٹر الیٹ صاحب لکھتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے بلاشبہ بید کے پورا جمع کرنے کی کوشش کی، مگر یہ کوشش کب کی، جبکہ خود بادشاہ طرح طرح کے الجھاؤ اور سب سے بڑھ کر سلطان سلیم (جہاں گیر) اپنے بڑے بیٹے کی مخالفت سے دل تنگ ہو رہا تھا۔ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ جہاں تک پتا لگتا ہے بید کے چاروں مکمل حصے مگدھ بہار کے راج گڑھ کے نامی پاٹ شالے میں یا تبت میں تھے۔ باقی ہندوستان میں متفرق جگہ اگر تھے تو مکمل نہ تھے۔ جب مکرر لڑائیاں بعد راجہ اسوگ

فرماں روائے بہار کے بودھ مت والوں اور پرانے خیال کے ہندوؤں میں ہوئیں تو جاہل بودھ مت والوں نے یہ سمجھ کر کہ جب تک بید کا وجود باقی ہے، پرانے ہندو اپنے دعویٰ کے مطابق اسی کتاب سے سندیں پیش کیا کریں گے۔ بہت سی مذہبی کتابوں کے ساتھ اس کے نسخوں کو بھی جلوا دیا۔ راقم کہتا ہے کہ یہ روایت بہت صحیح ہے۔ یہ جو مشہور کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے بید کے سب نسخے جلوا دئے کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ ہندوستان میں چند مقامات متبرک ایسے بھی ہیں کہ جہاں مسلمانوں کا قدم بھی نہیں پہنچا چاہیے تھا کہ مکمل نسخہ وہاں موجود ہوتا۔ سب سے بڑھ کر کاشی (بنارس) ہے جو کسی زمانہ میں نہ تو لوٹا گیا اور نہ وہاں آگ لگائی گئی۔ وہاں اور پرانی مذہبی کتابوں کا وجود ہوا اور خاص بید کا مکمل نسخہ نہ ہوا آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ عوام کو یہ سن کر بہت تعجب ہوگا کہ خود بنارس میں کتنے ہی مندر قدیمی تھے جن کو مسلمانوں نے توڑ توڑ کر مسجدیں بنا ڈالیں جس کی مثال آج تک موجود ہے۔ یہ ایک تاریخی غلطی ہے جس کو میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ غرض کہ سلطان داراشکوہ نے جب یہ قصد محکم کر لیا تو فقط سنسکرت زبان کے حاصل کرنے کو وہ پانچ چھ برس سے زیادہ بنارس میں آکر مقیم ہوا۔ اپنے قیام کے لئے وہاں عمارت بنوائی اب تک داراشکوہ کی حویلی اور عالی شان محل موجود ہے۔

بڑے بڑے مہاتماؤں اور ذی علم پنڈتوں سے سنسکرت پڑھنی شروع کی اور جن جن مندروں سے سلطان کو خاص تعلق اور وہاں کے پجاریوں کو اپنا استاد بنایا تھا لاکھوں لاکھ کی جاگیریں ان مندروں میں وقف کیں اور پجاریوں کو مالا مال کر دیا۔ نواب فاضل خاں نے اپنے روزنامچہ میں بہت صحیح لکھا ہے کہ یہ کل تخم ریزیاں اس لئے تھیں کہ بمقابلہ اورنگ زیب کے ہندو ہمارے ہمدرد بن جائیں۔

غرض محنت و کوشش سے زبان سنسکرت اور ہندو مذہب کی نایاب کتابوں پر دست رس حاصل کیا۔ متفرق پنڈتوں سے بید کے اشلوگ بہت کچھ ہاتھ آئے۔ تاریخ مآثر الاُمرا میں لکھا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ سے جس قدر اشلوگ ملے کسی سے اتنے نہ ملے۔ سبب یہ کہ راجہ کا خاندان قدیم سے چلا آتا تھا اور علاوہ رنتھنبور کے قلعہ جودھ پور کے خزانہ میں سیکڑوں چیزیں مدت دراز سے جمع چلی آتی تھیں جس پر زمانہ کا دست رس نہ ہوا تھا ازاں جملہ بید کے یہ اشلوگ بھی تھے راجہ کے باپ مہاراجہ گج سنگھ سے اکبر بادشاہ نے اپنے زمانہ میں بہت کچھ چاہا کہ یہ سب اشلوگ مجکو مل جائیں مگر راجہ ہمیشہ ٹالا کیا۔

سلطان داراشکوہ نے بڑی محنت و مشقت سے قطرہ قطرہ کر کے تالاب جمع کر دیا۔ بید کا

دوسرا خزانہ تبت کے پنڈتوں سے ہاتھ آیا کہتے ہیں کہ ڈھائی سو پنڈتوں کو سلطان نے جمع کر کے بید کی تدوین کی۔ موجودہ بید سلطان موصوف کی محنت و کاوش سے ایک جگہ جمع ہوا ہے بعد اس کے خود اس کا ترجمہ فارسی میں کیا جس کا نام **سرِّ اکبر** ہے۔ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب نے تلاش کر کے اس ترجمہ کو تلف کروادیا۔ جب اورنگ زیب دکن سے بہ ظاہر باپ شاہ جہاں کی عیادت کے لئے مگر بہ باطن اپنے بڑے بھائی داراشکوہ کے استیصال کے خیال سے روانہ ہوا تو سلطان داراشکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھ کو اسی ہزار راجپوتوں اور متعدد سامان جنگ دے کر رستہ روکنے کو تعینات کیا۔ یہ سامان ایسا نہ تھا کہ اورنگ زیب فتح یاب ہوتا بااینکہ ان راجپوتوں نے بڑے بڑے دعوے کئے تھے مگر مقابلہ کے وقت کچھ بن نہ پڑی۔ تعجب ہے کہ مہاراجہ جسونت سا بہادر اورنگ زیب کے مقابلہ میں اپنی فوج کو کٹوا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ شکست داراشکوہ کی موت کا پیش خیمہ تھا۔ دوسری لڑائی میں خود داراشکوہ بھاگ کر گجرات کی طرف آوارہ ہوگیا۔ سلطان شجاع شاہ جہاں کا مجھلا بیٹا بنگالہ کا فرماں روا تھا اب سلطان شجاع نے اورنگ زیب کے مقابلہ پر کمر باندھی اور بنگالہ سے فوج کثیر لے کر آگرہ کی طرف بڑھا۔ مہاراجہ میرزا جے سنگھ ایک مدبر اور شجاع اور دور اندیش راجہ تھا، اس نے یہ دیکھا کہ اورنگ زیب کے اقبال کے آگے کسی سے کچھ نہ چلے گی، چنانچہ یہ دیکھ کر وہ پہلے ہی سے اورنگ زیب کا ساتھ دئے ہوئے تھا، اس نے مہاراجہ جسونت سنگھ کو سمجھا بجھا کر اورنگ زیب سے عفو تقصیرات کروادیا۔ یہ راجہ بھی مع فوج بظاہر اورنگ زیب سے آملا۔ اورنگ زیب سلطان شجاع سے لڑنے کو چلا، جب قریب قصبہ کڑہ مانک پور کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ بیس پچیس ہزار ہندو جن کے سرغنہ وہی پنڈت و پوجاری ہیں جو سلطان داراشکوہ کے روزینہ یاب ہیں جن مندروں کے اخراجات کے لئے سلطان نے لاکھوں لاکھ کی جاگیر وقف کر کے حوالہ کردی ہے مہینوں سے وہاں اورنگ زیب کے قلع قمع کرنے کو مشورے ہو رہے ہیں اور بھجن کے ساتھ ایسے ایسے اشلوگ بنا بنا کر گائے اور مشتہر کئے جاتے ہیں کہ اورنگ زیب سے ہندوؤں کو نفرت کلی پیدا ہو اور سلطان دارا کی محبت دلوں میں جاگزیں ہو۔ فاضل خاں لکھتے ہیں کہ غضب سلطانی جوش میں آیا فوراً سپہ سالار منعم خاں خان خاناں کو حکم ہوا کہ بیس ہزار فوج لے جا کر ان باغیوں کا قتل و قمع کر کے بنارس میں ان مندروں کو توڑ دو جن کے لئے داراشکوہ نے اوقاف دئے ہیں تا کہ پھر یہ لوگ وہاں جمع ہو کر تخم فساد نہ بوئیں۔

کاشی میں تو قدم قدم پر مندر اور پوجا کی جگہ ہے مگر منعم خاں نے انہیں مندروں کو توڑا جہاں

کی بغاوت متحقق ہوئی۔ جو لوگ اورنگ زیب کی اس حرکت کو تعصب مذہب پر محمول کرتے ہیں ان کی غائر نظر تاریخ پر نہیں ہے۔ اصل میں اورنگ زیب مسلمانوں پر اپنی دینداری ثابت کرنے کو، اغراض نفسانی کو اس پردہ میں ظاہر کرتا تھا۔ ایسے مہربان باپ شاہ جہاں کو سات برس تک کال کوٹھری میں مقید رکھنا، سلطان مراد بخش اپنے بھائی کو جس نے ہمیشہ ساتھ دیا مقید کرنا، پھر غریب کو موت کے گھاٹ پار اتارنا، داراشکوہ اور اس کے قابل نوجوان بیٹے کو ذبح کر کے ہاتھی کی دم میں باندھ کر ساری دہلی میں تشہیر کرنا، غریب سرمد فقیر کو داراشکوہ کی دوستی کے گمان پر قتل کروا دینا غرضکہ بقول صاحب مآثر الامرا کے جس نے باپ بھائیوں اور اپنی اولاد کے ساتھ وہ سلوک کیئے جو سنے نہیں جاتے اس سے کسی کو بھلائی کی امید ہی رکھنا فضول ہے۔ با ایں ہمہ اپنے زمانہ میں ہندو راجاؤں کو جتنی اس نے جاگیریں اور منصب دئے ہیں وہ الگ حیرت میں ڈالتے ہیں کہ اگر مذہبی تعصب ہوتا تو ایسا کیوں کرتا۔

☆☆☆

براہمہ ہند کے اعتقاد و اقوال و اعمال

ہر فرقہ راست را ہے دینے و قبلہ گا ہے
من قبلہ راست کردم بر طرف کج کلا ہے

ذات الوہیت (ذات باری)

ایک ایسی قوت کو جو مافوق کل قوتوں کے ہے مانتے اور نرنک نرنکار بتاتے ہیں یعنی دوئی اور جنّے اور جنوانے اور جس میں ذرا بھی لوث جسمانی ہو یا جتنے اقسام نقص کے ہیں سب سے پاک اور منزہ جانتے ہیں۔ اس باب میں بید مقدس کا یہ فقرہ علی اختلاف الروایات نقل کرتے ہیں ''نائستی دونیو ایکوبرم'' جس کا ترجمہ قریب قریب لا الہ الا اللہ کے ہے قریب قریب اس لئے کہ لا الہ میں دو کی قید نہیں ہے جتنے خود ساختہ خدا ہیں سب کو باطل بتایا گیا ہے۔

سلطان داراشکوہ اور بید:

سلطان داراشکوہ مرحوم نے سرّ اکبر نام جو بید کا ترجمہ فارسی میں مدوّن کیا ہے اس کے عنوان میں بھی بید کا یہی فقرہ مذکور کر کے اس کے ذیل میں یہ شعر درج کیا ہے:

کفر و اسلام در رہش پویاں
وحدہ لا شریک لہ گویاں

علامہ ابوالفضل نے اکبرنامہ کی تیسری جلد میں از روئے تحقیق نیائے شاستر کا (بہ کسرہ نون و فتحہ یائے تحتانی و الف و ہمزہ مکسور و سکون یائے تحتانی) یہ فقرہ زیادہ کر دیا جو کہ ''وہ ازلی و ابدی کل خلق کا پیدا کرنے والا اور اس کو نگاہ رکھنے والا اور بسیط حقیقی ہے'' اس ذات کو فاعل مختار اور بندوں کے افعال اور کردار کو معلول بتاتے ہیں۔

خدا کے آٹھ صفات

اس ذات مقدس کی آٹھ صفتیں حسب ذیل اعراض میں داخل جانتے ہیں۔

اول گیان: یعنی علم گذشتہ وآیندہ وحال ومخفی وآشکار وکلی وجزئی سب سے آگاہ ہے، نادانی اوربھول اس ذات کے لئے روانہیں ہے۔

دوم اِچّھا: (بکسرہ ہمزہ وتشدیدوجیم فارسی مخلوط ہائے ہوز وسکون الف) یعنی کل چیزیں اس کی خواہش اورارادے سے ہستی میں آئیں اورنیست ہوتی ہیں۔

تیسرے پرتین: (بفتح بائے فارسی وفتح راوکسرہ تائے فوقانی وسکون یاونون) یعنی ترتیب و ترکیب تمام اعیان موجودات کی اس کی ہستی ونیستی تک کرتا ہے۔

چوتھے سنکھیا: (بہ فتحہ سین وسکون نون وکسرہ کاف تازی مخلوط بہ ہائے ہوز وفتحہ یا وسکون الف) یعنی مراتب اعداد ایک دوتین چار یا زیادہ۔ ان میں سے فقط ایک کوخاص صفت ایزدی جانتے ہیں (مسلمان ان اعداد مادّی میں کا ایک اس کوشمار نہیں کرتے ہیں)۔

پانچویں پرمان: (بہ فتحہ بائے فارسی وکسرہ راوفتحہ میم مع الف وفتحہ نون) یعنی مقدار اور (اس کی چارقسمیں کی ہیں) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایزد بیچوں کوسب جگہ خاص جانتے اوراس کی مقدار کو اندازہ کرنے سے باہر جانتے ہیں۔

چھٹے پَرتھکتو: (بہ فتحہ بائے فارسی وسکون رائے مہملہ وفتحہ تائے مخلوط بہ ہا وسکون کاف تازی وضمہ تائے فوقانی وفتح واو) یعنی تشخیص وتمیز (سنکھیا کی طرح اس کوبھی تین طرح پرتقسیم کیا ہے) ان تینوں میں اول کوصرف ذات باری سے متعلق جانتے ہیں۔

ساتویں سنجوگ: (بہ فتحہ سین وسکون نون خفی وضمہ جیم مجہول وسکون واوَ وکاف فارسی) پیوند یعنی اس ذات کوسب خلق کے ساتھ پیوند ہے نہ کہ علحدگی۔

آٹھویں ببھاک: (بہ کسرۂ بائے اول وفتح دوم وہائے خفی والف وفتح کاف فارسی) یعنی مذکورہ بالا پرتین سنکھیا پرمان پرتھکتو سنجوگ ببھاک کوقدیم اور گیان اور اِچھا کوحادث بتاتے ہیں۔

☆☆☆

خلقت کائنات

برہماجی

خلقت کے بارے میں بہت سے مختلف روایات اور عجیب وغریب حیرت انگیز اقوال بیان کرتے ہیں، زیادہ اتفاق جس پر ہے وہ یہ ہے کہ یہ کائنات اٹھارہ دفعہ وجود میں آ کر معدوم ہو چکی ہے۔ بہر حال پہلا تعین جو ذات واحد مطلق نے اختیار کر کے اپنا جلوۂ خاص بخشا وہ برہما ہے (یونانی حکما و متکلمین اسلام پہلا تعین عقل اول کو مانتے اور اس پر ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ سب کے پہلے جناب باری نے عقل کو پیدا کر کے کہا کہ آگے اور پیچھے پھیل جا پھر اس سے کہا کہ میں اپنے عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تجھ سے بہتر کسی شے کو نہیں بنایا ہے، تیرے ہی سبب سے ثواب وعذاب میں خلقت مبتلا ہوگی اور تو ہی وسیلہ ثواب وعذاب کا ہے"۔

برہما سے چار اس کے ہم جنس پیدا کئے حسب ذیل۔

سنک (بہ فتحہ وسکون نون وکاف عربی) **سندن** (بہ فتحہ سین وسکون نون دوم وفتحہ دال مہملہ وسکون نون)۔ **سناتن** (بہ فتحہ سین ونون وسکون الف وفتحہ تائے فوقانی وسکون نون)۔ **سنت کمار** (بہ فتحہ سین وسکون نون وتائے فوقانی وضمہ کاف تازی وفتحہ میم وسکون الف ورائے مہملہ)۔ ان چاروں پر فرمائش کی گئی کہ پیدائش خلقت میں ہمت سے کام لیں مگر یہ چاروں ذات واحد مطلق میں ایسے مستغرق تھے کہ ان سے اس کا انجام نہ ہو سکا۔

تب دوسرا جلال ذات مقدس نے دکھایا اور اپنی پیشانی سے ایک دوسرا پیکر پیدا کیا **مہادیو** نام کثرت جلال سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے قدسی پیکر میں بھی صلاحیت دوسروں کی پیدائش کی نہ پائی تب دوسرے دس وجود ظاہر کئے (ممکن ہے کہ حکمائے اسلام عقول عشرہ سے یہی مراد لیتے ہوں)۔

پھر ایک مرد اور ایک عورت کو پیدا کیا (علی اختلاف الاقوال خلقت کی پیدائش کو جہاں جہاں مذکور کیا ہے وہاں ایک مرد اور ایک عورت ہی سے قرار دیا ہے۔ جیسے موسائی عیسائی اہل اسلام آدم وحوا

سے پیدائش بتاتے ہیں۔

بہرحال مرد کا نام **مَن** (بہ فتحہ میم وسکون نون) عورت کا نام **سَتْ رُوکا** (بہ فتحہ سین وسکون تا وضمہ رائے مہملہ وسکون واو وفتحہ کاف عربی والف) موجودہ خلقت انسانی کو انہیں دو سے بتاتے ہیں، مگر بعض براہمہ اس کو نہیں مانتے وہ اول تعین مَہاپچھمن کو بتاتے ہیں، اور اس کے اوصاف جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ بہ اندک اختلاف مشیت الٰہی پر صادق آتے ہیں۔

مہاپچھمی میں چونکہ ان کی زبان میں تانیث لفظی ہے، اس لئے بعض نے مونث حقیقی جان لیا غرضکہ آخر الذکر فرقہ نے اسی مہاپچھمن کو واسطہ ایجاد عالم سمجھا ہے۔

منطقہ، ستاروں کی بارہ شکلیں

بعض گروہِ براہمہ آفتاب کو واسطہ ایجاد عالم بتاتے ہیں۔ از بسکہ آفتاب کو پیدائش موالیدِ ثلثہ (جمادات نباتات حیوانات) میں دخیل پایا ہے سمجھ لیا ہے کہ عالم علَوی میں بھی یہی موثر ہے۔ فلاسفہ یونان وجود آسمان کے قائل اور اس کے سات طبقے پیاز کی تہہ کی طرح جان کر ایک کی پشت کو دوسرے کے بطن سے چھپا ماننے اور پھٹنے اور ٹوٹنے کے قابل نہیں سمجھتے ہیں۔ فلاسفہ ہند وجود آسمان کے قائل ہی نہیں ہیں، فضائے محض جانتے ہیں، اور اس کو اکاس کہتے ہیں۔ **بارہ شکلیں ستاروں کی** جو آسمان میں نمودار ہیں جن کو اہل عرب **منطقہ** کہتے ہیں جیسے حمل، ثور، جوزا وغیرہ اور یونانی حکماء بھی اپنی زبان میں انہیں ناموں سے مسمّٰی کرتے ہیں براہمہ ہند بھی اسی طرح مانتے اور وہی نام اپنی زبان میں لیتے ہیں جیسے میکھ برکھ وغیرہ۔ اور ہر حصہ کا نام راس بتاتے ہیں۔

سبعہ سیارہ

ستاروں کے اجسام کو آئینہ کی طرح صیقلی جانتے اور آفتاب سے اس کے منور ہونے کے قائل ہیں۔ ساتوں بڑے ستارے جیسے زہرہ مشتری زحل وغیرہ ان **سبعۂ سیارہ** کو بھی سات جانتے اور اپنی زبان میں ان کے وہی نام دئے ہیں اور ایام ہفتہ کے نام بھی ان ہی پر رکھے ہیں جیسے سنیچر، اتوار سُمّار، منگل، بدھ، برسپت، سُکھ اور سعادت ونحوست میں اِن کو موثر بتاتے ہیں۔

آفتاب کو کاسِب نور حضرت نور النور سے مانتے ہیں۔

اکثر حکما اس کے قائل ہیں کہ جتنے ستارے آسمان میں ہیں یہ سب بڑے بڑے صاحبان ریاضت اور عباد و زہاد تھے، کثرت ریاض سے محض روح مجرد جب رہ گئے تو عالم بالا کو پہونچ کر نورانی

ہو گئے۔

زمین/ سرگ لوک/ بھولوک/ پاتال

زمین کو برخلاف حکمائے یونانی کروی الشکل بتاتے ہیں، عالم کے تین حصے کئے ہیں۔ اوپر کے حصے کو **سُرُگ لوک** کہتے ہیں یہ جگہ نیک کاروں اور خوش اعمالوں کے جزا کی ہے۔ درمیانی حصہ کو **بھولوک** کہتے ہیں یہ جگہ جملہ حیوانات کے قیام کی ہے۔ نیچے حصہ کو **پاتال** بتاتے اور یہ جگہ بدکاروں اور سزائے اعمال کی ہے۔ ان تینوں حصوں کو بھی سات سات حصوں میں منقسم کیا ہے۔

☆☆☆

خلقت کے اقسام

کہتے ہیں کہ جب خلقت خصوص انسانوں کی کثرت ہوئی تو برہما جی نے انسانی خلقت کو تین اقسام پر تقسیم کیا (بعض بجائے برہما جی کے اوروں کے بھی نام لیتے ہیں جیسا کہ آگے معلوم ہوگا)۔

قسم اول **برہمن** سب سے یہ گروہ بہتر مانا گیا ہے ان کے متعلق علوم کی تحصیل و تعلیم شریعت واحکامات کو تلقین کرنا اور پھیلانا وغیرہ وغیرہ۔

قسم دوسری **چھتری** اور بعض اس کو کھتری بھی کہتے ہین اس گروہ کے متعلق ملک داری و فوج کشی و عدالت دشمنوں سے جنگ اور ہر طرح کی نگہ داشت جو سلاطین و امرا کے شایان ہیں اور فنون سپہ گری کی مشق وغیرہ ان سے متعلق ہے۔

قسم سوم **ویس** اس گروہ کے تعلق شریف پیشے زراعت تجارت صنعت لین دین وغیرہ وغیرہ ہیں۔

چوتھے سب سے پست درجہ کے گروہ کو **سُدر** کہتے ہیں رذیل پیشوں اور ان تینوں کی خدمات بھی انہیں سدر کے متعلق رکھی ہے۔ اس کو اپنی زبان میں چار برن کہتے ہیں۔

جگ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیا کی ہر ایک نئی پیدائش میں چار دور حسب ذیل ہوا کرتے ہیں، اِس کو **جُگ** کہتے ہیں۔

ست جگ

دور اول **ست جُگ** اس کی عمر سترہ لاکھ آٹھ ہزار برس بتائی جاتی ہے یہ بہترین دور ہے اس میں عمر طبعی ایک لاکھ برس کی ہوا کرتی ہے اس کی خلقت کو بے ایمانی جھوٹ اور تمام خصائل رذیلہ سے خلقۃً و فطرتاً پرہیز ہے۔

دور دوم کا نام **ترِیتا**، عمر اس کی بارہ لاکھ چھپانوے ہزار، اس میں عمر طبعی آٹھ ہزار برس

بتاتے ہیں، یہ دورا گرچہ دوراول کے عمدہ خصائل کے برابر نہو مگر پھر بھی نہایت ہی قابل مدح ہے۔

دور سوم کا نام **دُواپر**، عمر اس کی آٹھ لاکھ چار ہزار برس عمر طبعی انسان کی ایک ہزار برس تک ہے، یہ دور بہ نسبت دوردوم کے کم رتبہ ہے مگر پھر بھی اس دور کی خوبی کی یہ نقل بیان کرتے ہیں کہ یہ دور ختم ہوا چاہتا تھا کہ ایک مشتری نے کسی سے ایک گھر مول لیا، اتفاقاً اس میں زمین سے خزانہ برآمد ہوا، مشتری بائع کے پاس گیا اور کہا کہ اپنا خزانہ نکلوالو تا کہ میرا گھر خالی ہوجائے، بائع نے کہا کہ تم جانو اور خزانہ، میں نے تو گھر بیچ دیا جو کچھ نکلا وہ تمہارا ہے۔ مشتری اور بائع سے اس کا جھگڑا ہوکر راجہ تک نالش کی نوبت آئی راجہ سمجھ گیا کہ یہ خصلت بہ سبب اس دور کے ہے جو عنقریب ختم ہوا چاہتا ہے چند دن مقدمہ کوٹال دیا یہاں تک کہ دوردواپر ختم ہوکر کل جگ شروع ہوا تو بائع ومشتری دونوں بدل گئے مشتری کہتا تھا کہ یہ خزانہ میرا ہے میں نے جب گھر مول لیا تو جو کچھ برآمد ہو میری ملک ہے بائع منکر تھا اور کہتا تھا کہ خزانہ تو میں نے بیچا نہیں ہے صرف گھر بیچا ہے خزانہ میرا ہے۔

کل جگ

چوتھا دور **کل جُگ**، اس کی عمر چار لاکھ بتیس ہزار برس کی ہے، عمر طبعی انسان کی ایک سو برس کی اور اخلاق انسانی اس دور میں سخت بدتر ہوا کرتے ہیں چنانچہ اس دور کو کل جگ کا دور بتاتے ہیں۔

دس اوتار

اس کو بھی مانتے ہیں کہ ہر ایک دور میں دس اوتار خالق مطلق پیدا کیا کرتا ہے جن کی قوت و قدرت وخرق عادات کی وہ وہ نقلیں بیان کرتے ہیں کہ عقول انسانی جس سے اِبا کرتی ہے۔

کہتے ہیں کہ وہ ذات برتر صفات خود تو مجسم ہوکر کارکردگی نہیں کرسکتی مختلف زبانوں میں مختلف ضرورتیں اور حاجتیں لامحالہ پیش آیا کرتی ہیں، جس کے انجام کا فائدہ پھر اسی مخلوق کو ہوا کرتا ہے لہذا ایسے انسان خواہ پیکرو تشخیص جن کو اوتار مانا گیا ہے ان پر توجہ مفرط وجلوۂ خاص ڈالا گیا اور اس سے اس کے دامن تقدس الوہیت پر مطلق گرد نہیں آسکتی، یہ اوتار جن کی صفت بیان کی گئی اپنے اپنے زمانہ میں ذات وصفات خالق کے مظہر کامل وواجب الاطاعت وقابل پرستش تھے، درحقیقت ان کی سیوا اور پوجا اسی ذات بحت کی اطاعت اور پوجا ہے۔

افسوس ہے کہ عوام اس تعلیم سے بے بہرہ ہوگئے صرف کتاب میں یہ عقیدہ رہ گیا۔

اہل اسلام کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی کا ہونا ضرور ہے اور وہ

ہادی، صاحب خرق عادات وکرامات ہوا کرتا ہے۔ اسی خیال سے بعض علمائے اسلام نے بودھ گوتمی کا (جو ہندوؤں میں ایک اوتار اور مجدد مانے گئے ہیں) حال سن کر تسلیم کیا ہے کہ سرزمین ہند میں یوذاسف (بودھ گئوتمی) ایک پیغمبر پیدا ہوا تھا۔ ہندوؤں کا قول ہے کہ اوتار قسم انسانی ہی میں جنم لے، چاہے پیکر میں ہو۔ چنانچہ مچھ اوتار کا جنم مچھلی کے پیکر میں بتاتے ہیں۔ یہ بزرگ ذات اوتار چاہیں جس پیکر میں جس جسامت کے ساتھ جلوہ گر ہوں ان اوتاروں کی (جن کی تعداد معین ہے) کرامات وتعداد سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ جن جن پاکیزہ نفوس پر ان برگزیدہ اوتاروں کا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ پرتو اور فیضان پہونچا ہے اور ایسے بے گنتی و بے شمار ہیں ان کو اَنس اوتار کے نام سے مسمی کرتے ہیں، ان کی بھی سیوا اور پوجا کی جاتی ہے۔ اس کو اور بھی وسعت دے کر ان کے فیضان سے کسی نفس بشر کو خالی نہیں جانتے:

تلسی جگ میں آئے کے سب سے ملئے دھائے
کیا جانیں کس بھیس میں نارائن مل جائے

از بسکہ ان دس مشہور اوتاروں کے حال سے ناواقفوں کو واقف کرانا ہے لہذا میں اسی ضمیمہ میں کسی جگہ مختصر طور سے ان کے حالات مذکور کروں گا۔

روح وجسم

قبل اس کے کہ کتاب بید مقدس اور شاستر کے حالات بیان کئے جائیں یہ بیان کر دینا مناسب ہے کہ روح وجسم انسان کی نسبت براہمہ کا کیا خیال ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے چند اصطلاحوں کو معلوم کر لینا ضرور ہے۔

آتما

آتما (بہ الف ممدودہ وفتح میم والف) کو ایک ایسا جوہر لطیف مان کر کہتے ہیں کہ یہی جڑ ہے اور اس نے سب جگہ گھیر رکھی ہے۔ تمام عقل ودانش کا قیام اسی جوہر پر ہے۔ اس آتما کی دو قسمیں کی ہیں:

جیوآتما (بہ کسرۂ جیم وسکون یائے تحتانی وواوَ) جب آتما اجسام بشری وحیوانی ونباتاتی کو قبول کرتا ہے تو ہر پیکر کا نفس جداگانہ ہوتا ہے اور دانش وشناسائی اس کی معقولات ومحسوسات کے اندر بغیر پیوند جوہر مَن کے، نہیں ہو سکتی ہے (مَن کا حال آگے بیان ہوگا) یہی جیوآتما روح ہے۔

پرم آتما

دوسری قسم **پرم آتما** ہے یعنی خالق بیچون کو ایک - اور قدیم - ماننا، اور اس کے علم و شناسائی کو بغیر وسیلہ جوہر مَن جاننا۔

روحانی حصہ/ سات غلاف روح پر

جسم موجودہ و روح کے بارہ میں یہ خیال ہے کہ انسان منقسم ہے دو حصوں پر، ایک روحانی دوسرا جسمانی۔ اِن دونوں میں سے جس حصہ میں خیالات کے گڑھنے کی قوت ہے وہ **حصہ روحانی** ہے، اور جس حصہ میں خیالات کو قبول کر کے عمل کرنے کی صلاحیت ہے وہ جسمانی ہے، پس ایک زندہ انسان پر **سات قسم کے خول** یا غلاف کو چڑھا ہوا مانتے ہیں۔

روحانی حصہ تین حصوں سے مرکب یا تین خاصیتوں پر مشتمل سمجھا جاتا ہے۔ اور جسمانی چار صورتوں یا خاصیتوں یا حالتوں پر مشتمل ہے انہیں ساتوں حصوں کا مجموعہ ایک زندہ انسان سمجھا گیا ہے۔

استھول سریر

اول کا نام **استھول سریر** (بہ فتح ہمزہ و سکون سین وضمہ تائے مخلوط بہ ہا و سکون لام) ہے۔ یہ جسم (دیہہ) جس کو غلاف سے تمثیل دی جا سکتی ہے، بیرونی ہے، جس میں چمڑا گوشت رگیں پٹھے چربی ہڈی خون مغز وغیرہ شامل ہیں۔

پران

دوسرا **پَران** (بہ فتح بائے فارسی و فتح را مع الف و سکون نون) یعنی جان، یہ سب سے لطیف عنصر یعنی نفس ہے جس کو زندگی یعنی حرکات کا ذریعہ مانا گیا ہے، اور اس کو پانچ قسموں پر منقسم مانتے ہیں وایو، پران، اپان، دیان، سمان، اودان۔ انہیں سے جسم کے مختلف حرکات عمل میں آتے ہیں (الگ الگ سب کے بیان میں بڑی طوالت ہے)۔

لنگ سریر

تیسرے **لنگ سریر** یہ پہلے غلاف یا حالت (استھول سریر) کا ٹھیک **مثنّی** ہے بعینہٖ اسی شکل اور اسی قد و قامت کا ایک لطیف خول ہے جس کا کثیف خول جسم ظاہری (استھول سریر) ہے، لنگ سریر چھوا نہیں جا سکتا مگر کبھی اتفاق سے نظر آ جاتا ہے اس کو درمیان استھول سریر اور پران کا واسطۂ ارتباط جاننا چاہیے (راقم کہتا ہے کہ یونانی حکما اس کو **جسم** ہُولہ قُلیائی اور مسلمان جسم مثالی کہتے ہیں)۔

کام روپ

چوتھے **کام روپ** یہ **خواہشات** نفسانی اور کام، کرود، لوبھ، موہ، آہنکار و خواص حیوانی یا انسانی کا غلاف ہے اور اسی غلاف کے بعد سے آتما یعنی انسان کا روحانی حصہ جس کو جیوآتما (یعنی ادنیٰ درجہ کا روحانی حصہ کہتے ہیں) شروع ہوتا ہے۔

مَن

پانچواں **مَن** بیان اس کا اوپر بھی ہوا ہے اس میں خیال کرنے والا دل بھی شامل رہتا ہے۔ جس کو براہمہ انتھ کرن کہتے ہیں۔ مَن کے بھی دو حصے کئے ہیں اوپر کا حصہ بُدھی (عقل خداداد) کے ساتھ شامل ہے اس کو اعلا درجہ کا مَن (یعنی جیوآتما) کہتے ہیں اور نیچے والے حصہ کو کام روپی اِچھیا۔ (روپی اچھیا بہ فتح را وسکون واو و کسرۂ بائے فارسی و تحتانی و کسرۂ ہمزہ وسکون جیم فارسی مخلوط بہ ہا و یائے تحتانی والف) خول سے ملا ہوا ہے اس کو پرماتما دھار (کرن) کا رستہ کہا جاتا ہے گویا یہ انسان کا چھٹا غلاف ہے جو سب سے سوکشم اور پرماتما کی دھار اور چیتن سروپ ہے۔

جیوآتما

ساتواں، **آتما** (ہمزۂ ممدودہ وسکون تا) مَن کا اوپر کا حصہ جو بدھی سے ملا ہوا ہے اور بدھی اور آتما جو کہ پرماتما کی ایک دھار ہے یہ تینوں مل کر **جیوآتما** کہاتے ہیں اور یہی انسان کے مرجانے پر قائم رہتے ہیں۔ براہمہ کے نزدیک یہی پھر دوبارہ دوسرے پیکر میں جنم لیا کرتے ہیں۔ اسی کی آزادی کو سکھ دُکھ سے نجات اور مُکتی کہتے ہیں اور یہی تینوں انسان کا روحانی حصہ ہیں۔

کامروپی خول

مَن کا دوسرا حصہ جو **کام روپی خول** ہے **خواہشات** سے لپٹا ہوا ہے جس کو کام روپ کہا گیا ہے مع لنگ سریر اور پرَان اور استھول سریر کے جسم حیوانی یعنی جیو یا جان دار کہا تا ہے۔

فلاسفۂ ہند دُکھ اور سُکھ کو بھی دکھ ہی جانتے ہیں اور منبع اس کا **خواہشات** ہیں۔ اور یہ **خواہشات** بہ سبب استھول سریر کے قایم رہتے ہیں اسی بنا پر مرنے کے بعد استھول سریر کو جلا کر خاک کر دیتے ہیں تا کہ جیوآتما کو اس طرف رغبت نہ ہو۔ پھر استھول سریر یا فقط سریر یعنی جسم ظاہر کی دو قسم بتاتے ہیں۔

ایک **جُونج** (بہ ضمہ جیم وسکون واؤ و نون غنہ و جیم) جو اجسام نر و مادہ کے ملنے سے حاصل

ہوں۔

دوسرے **جَونج** (بہ فتحہ جیم) جو بغیر نر و مادہ کے پیدا ہوں۔

جُونج (بہ ضمہ جیم) کی بھی دو قسمیں کی ہیں ایک **جرائج** (بہ ضمہ جیم و راو الف و یائے تحتانی مکسور و فتح جیم) جو اجسام بچہ دان سے پیدا ہوں دوسرے **انڈج** (بہ فتح ہمزہ و سکون نون و فتحہ دال ہندی و جیم مکسور) جو اجسام انڈوں سے حاصل ہوں۔

پھر ان سب کے بھی اقسام ہیں جو اجسام اربع عناصر خاک، باد، آتش، آب اور اکاس سے پیدا ہوں (اربع عناصر کے علاوہ اکاس کو بھی ایک عنصر بتاتے ہیں) ان میں بھی جو اقسام کہ الگ الگ مفرد عنصر مثلاً محض خاک یا محض آب یا آگ یا باد یا اکاس سے بنتے ہیں وہ علحدہ ہیں۔

اِندری (بہ کسرہ ہمزہ و سکون نون و دال و رائے مکسور و سکون تحتانی) پانچ حواس ظاہر لامسہ، سامعہ، باصرہ، ناطقہ، شامّہ کو کہتے ہیں۔

من

مَن جس کا نام اوپر مذکور ہوا اس کو ایک جوہر لطیف مانتے اور دلِ صنوبری کے ساتھ اس کا خاص تعلق بتاتے ہیں۔ اسی جوہر لطیف کے سبب سے آگاہی پیدا ہوتی ہے اور انسان جو بیٹھے بیٹھے دور دور کے خیالات کرنے لگتا ہے وہ اسی جوہر لطیف کی چیت کے سبب سے ہے۔ برخلاف آتما کے یعنی آتما کو تو سب جگہ ہونا ضروری ہے اور مَن میں وہ بات نہیں ہے۔

فائدہ: واضح ہو کہ جب تک آتما کی صراحت نہ کی جائے ممکن ہے کہ پڑھنے والوں کی سمجھ میں الجھاؤ پڑے۔ آتما جیسا کہ کہا گیا ایک جوہر لطیف الٰہی ہے جس کا کوئی جسم یا وزن یا شکل نہیں ہے نہ دیکھنے میں آسکتا ہے نہ جزوں میں تقسیم ہو سکتا ہے، ظاہراً وجود نہیں رکھتا مگر حق ہے انسان پر اس کا صرف پرتو پڑتا ہے بطون انسان میں داخل ہوتا اور محیط ہے اسی کی کرن یا دھار بدھی (چیت) یا ضمیر کے ذریعہ یا وسیلہ سے ظہور پکڑتی ہے، اسی کو آتما کہتے ہیں۔ جیو اور آتما دو چیزوں کو الگ الگ مانتے ہیں۔ آتما بجسمہ جسم انسان میں داخل نہیں ہوتی، صرف اپنی کرن جیو پر پہونچاتی ہے۔ اگر جیو نے اپنی نیک کرداری کے وسیلہ سے آتما میں جگہ پکڑلی اور اس کے ذریعہ سے اوپر کو صعود کرنا شروع کیا تو لافانی ہو جاتا ہے، اور اس کی شخصیت آہستہ آہستہ کم ہونے لگتی ہے۔ ہندو فلاسفہ کہتے ہیں کہ بعد مرنے کے بحسب اعمال دوبارہ جسم میں داخل ہونے تک، موقع اس کی روح لافانی ولایزال کو آرام کا دیا جاتا ہے جس کو دیبا چن کہتے

ہیں۔ محض نیک اعمال روحوں کو سورج میں جا کر مدت معین تک آرام کا وقت ملتا ہے۔ وہ ایک حالت ہے خموشی کی، جس کو نہ زندہ کہہ سکتے ہیں نہ مردہ۔ کہا جاتا ہے کہ عموماً بعد مرنے کے دوسرا تیسرا جسم جیسے اعمال ہیں دھارن کرنا ضرور ہے مگر بعض نیک کاروں کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ غرض آتما خاص کسی انسان کی ملکیت نہیں ہے البتہ جیو آتما میں یہ بات نہیں ہے اور جیو آتما ہی روح ہے۔ گویا آتما عام ہے اور روح خاص۔ لیکن از بسکہ آتما اس پر اپنی دھار پہونچائے ہوئے ہے۔ یہ نہیں مانا جاتا کہ روح آتما سے الگ ہے۔ یہی ایک آتما ہے جو سب پر بقدر ظرف پرتو ڈالے ہوئے ہے۔ آتما کے اقسام میں مَن وا کاس کی تشریح۔ کال، دِسا، جات، ساماں۔ ارتھ کے اقسام: کن، کرم، سامانی، بسیکھ، سموائے، بھاوَ اور ان سب کے بے شمار اقسام کہاں تک اس مختصر ____ میں بیان ہو سکتے ہیں۔ پرُوَرُت نام ہے مَن زبان اور دیگر اعضا کا نیک یا بد میں مشغول رکھنا۔

پرتین: جس کا ذکر ہشت گانہ صفات باری تعالی میں ہو چکا ہے، کہا جاتا ہے ہر کردار ظاہری میں چار بانوں کا ہونا ضروری ہے: جاننا، چاہنا، مضبوط ارادہ اور حرکت؛ دُکھ۔ مذکورہ بالا پرتین کو کہتے ہیں۔ اُس کی تین قسمیں کی ہیں: راکھ (خواہش) دویکھ (غصہ) موہ (غیر واقع سوچ)

اَرتھ کی سات قسمیں بتائی ہیں: **درپ** (فتحہ دال وسکون را و بائے فارسی) یہ بھی ایک جوہر ہے جس کو قدیم مانتے ہیں اور سب جگہ موجود۔ اور چار عناصر میں جزو لایتجزیٰ (جوہر فرد) کو بھی قدیم بتاتے ہیں (واضح ہو کہ حکمائے اسلام ترکیب جسم کی اربع عناصر اور اجزائے صفا، دے مقراطیس یعنی جزو لایتجزیٰ سے بتاتے ہیں مگر اس کو قدیم نہیں کہتے بلکہ حادث جانتے ہیں۔ حال کے مفسرینِ بیدِ مقدس جہاں تک ان کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے مادّہ اور روح اور ذات واحد مطلق کو قدیم مانتے ہیں یہی تثلیث قدرے اختلاف کے ساتھ نصاریٰ کے یہاں بھی ہے۔

بہشت و دوزخ کو بھی مانتے ہیں، بہشت کو سُرُگ اور اس کو عالم علَوی میں ہونا بتاتے اور دوزخ کو نرک اور اس کو عالم سفلی میں ہونا بتاتے ہیں۔ بہشتی و دوزخی کو مخلد یعنی ہمیشہ وہاں کا مقیم نہیں جانتے بلکہ جزا یا سزا کا معاوضہ بقدر نیکی یا بدی کے پا کر پھر دوسرے پیکر میں جنم لیتا ہے اور اس دنیا میں رہ کر پھر کسب اعمال کرنا اور بعد مرنے کے اگر لوث مادّی باقی ہے تو سرگ یا نرک میں بقدر بقیہ مادّہ کے سزا و جزا پا کر پھر جسم دھارن کرتا ہے یہاں تک کہ جب مادیات وخواہشات کا کچھ بھی لوث باقی نہیں رہتا تو روح محض ہو کر اس کا نروان اور مکتی ہو جاتی ہے اور سرور محض بن جاتا ہے (متصوفین اسلام اس مقام کو فنا فی اللّٰہ

بتاتے ہیں) یہی وہ مقام ہے جہاں عقل انسانی پہونچ کر گُم ہوجاتی ہے کیوں کہ عقل کی رسائی فقط مادّیات تک ختم ہوجاتی ہے اور یہاں لوث تک مادہ کا نہیں ہے۔ بعض متصوفین براہمہ کہتے ہیں کہ جب ذات واحد اِچھا گُر (غیر محدود) اور محیط مطلق ٹھہری تو اس کی شکل قائم نہیں ہوسکتی ایسی حالت میں وہ کسی چیز کا بنانے والا کیوں کر ہوسکتا ہے اس لئے کہ شکل سے کوئی حد قائم ہوتی ہے اور پھر اس کی ابتدا اور انتہا بھی ماننی ہوگی اور خلق عالم کے لئے تجویز اور خیال بھی لازمی ٹھہرا۔ جب یہ ہے تو وہ ذات کیول روپ یعنی محیط مطلق کیوں کر ان چیزوں کا خیال رکھ سکی جو محدود ہیں اور ابتدا و انتہا رکھتے ہیں۔ عالم کے پیدا کرنے کے لئے سرشٹی کرنے والے کو حرکت ضرور ہے۔ حرکت کرنے سے محیط مطلق نہیں رہتا ہے۔ یہ اعتراض کرکے وہ اس کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایسے نا قابلِ بیان صفت کو خدا مانتے ہیں جو سب چیزوں کی جڑ اور اصل ہے اسی سے سب کچھ ظہور پکڑتا ہے اور اسی میں سب کچھ ایک معین زمانہ کے بعد لَے (کذا) یعنی جذب ہوجاتا ہے (گویا ہمہ اوست و ہمہ از وست کے قائل ہیں) وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خالق اور مخلوق دو علحدہ علحدہ نہیں ہیں۔ ہم جب خدا کو قدرت کامل مانتے یعنی مدامی اور لم یلد ولم یولد کہتے ہیں تو ہم یہ کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ آسمان پر اس کا تخت ہے اور زمین اس کے پیر رکھنے کی جگہ ہے (افسوس ہے کہ یہ حضرات استعارات کو بھی اصل قائم کرکے ایراد کردیتے ہیں) پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بے حد مطلق میں خیال جو ایک محدود صفت ہے قرار نہیں دیا جاسکتا، جب بے حد مطلق کہا جاتا ہے تو وہ چینن (متحرک) مطلق یا اچینن مطلق (غیر متحرک) دونوں سے خالی نہیں ہے یعنی اثبات و نفی کسی صفت کے قرار دینے سے شرط لامحدود مطلق کی قائم نہیں رہ سکتی۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کی توحید میں کبھی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی اور نہ حد قیاس میں آسکتی ہے۔ اس کا وجود ہے مگر کوئی وجود فی الخارج نہیں کیوں کہ فانی شے یا مخلوق کی فہم و نظر اس کو پہچان نہیں سکتی اور نہ اس کی نسبت کہاں اور کیسا اور کیوں کہہ کر تصفیہ کرسکتی ہے۔ خدا قدیم و لا فانی ہے جو ہمیشہ مخلوق کی صورت میں ظہور پکڑتا رہتا ہے نہ کہ آپ علحدہ رہتا ہے۔ یہ مخلوقات اسی کے جوہر میں سے آپ ہی ظہور پکڑ کر پھر آپ ہی اس میں سماجاتے ہیں وہ ایک ایسا کرہ ہے جس کا محیط قائم نہیں ہے، جملہ اوصاف جو قیاس میں آسکتے ہیں سب پر محیط ہے (راقم کہتا ہے کہ یہاں تک تو خیر، مگر مخلوقات کا آپ سے آپ ظہور پکڑ لینا ایک فعل اضطراری ہے تو وہ قادر مطلق خلقِ کائنات میں بے اختیار ہے) واضح ہو کہ بعض ضروری اصطلاحیں اس کے متعلق ذیل میں درج کی جاتی ہیں مثلاً:

پریت بھاؤ زندگی مرنے کے بعد اور نفس ناطقہ کا تعلق بدن کے ساتھ اور مرنا بعد زندگی کے، تعلق کا چھوٹ جانا بعد تعلق کے۔

پھل نتیجہ دھرم (دین داری) اور اَدھرم (بیدینی) کا۔

دُکھ نقیض ہے سُکھ کا مگر یہاں سُکھ کو مذکور نہیں کیا کیوں کہ دنیا کی تمام راحتوں (سُکھ) کو بھی دُکھ ہی سمجھتے ہیں۔

خلاصہ سب کا یہ ہے کہ دُکھ مراد ہے اس چیز سے جس کو نچا ہیں اور اس کے سبب سے درد پہونچے اور پہونچ جانا اس پایہ پر کہ جتنی سمجھ ہے سب کی سب نیست ہو جائے اسی کو مکت کہتے ہیں۔ نفس ناطقہ ایک ایسی حالت میں بے حس اور بے شعور ہو جاتا ہے اور پھر بدن کو نہیں قبول کرتا اور بہشت و دوزخ سے بھی رہائی پا جاتا ہے۔ کیوں کہ سرمایہ دکھ اور غم کا اسی نفس ناطقہ کا جسم سے تعلق جانتے ہیں اور نفس ناطقہ کا تعلق پکڑنا جسم سے، اسی کو جنم کہتے ہیں اور وجود اس کا دھرم و اَدھرم سے ہوتا ہے اور نفس ہی کی پیوستگی سے نیکی و بدی کا عوض پاتا ہے اور یہ کرم ہی جڑ ہے جائز و ناجائز و غم و شادی اور کل تعلقات کا۔ اس کی بھی سینکڑوں ہی قسمیں کی ہیں اور ہر قسم منقسم ہے اقسام پر۔

سرشٹ بہ کسرہ و را و سکون شین منقوط و کسر تائے فوقانی ہندی آفرینشِ عالم خدائی خواہش سے اور زمانہ دراز کا اس پر گزرنا اور پہونچ جانا ایک وقت خاص کا اور دھرم و اَدھرم کا کارکن ہو جانا۔

اجزائے جزء لایتجزی کی جنبش کو مانتے ہیں۔

☆☆☆

دس اوتار کا بیان

دس اوتار جن کا ذکر اوپر ہوا ان کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مچھ اوتار:

واضح ہو کہ ست جگ کے زمانہ میں دکن کے شہر بھدراوتی میں راجہ مَن نے دو لاکھ برس تک عبادت و ریاضت میں بسر کئے تھے ایک مرتبہ کبرت مالا میں وہ اشنان کر رہے تھے ناگاہ ایک مچھلی نے اُچھل کر کہا کہ راجہ مجکو نگاہ رکھ۔ راجہ نے ہاتھ میں ایک رات دن رکھ چھوڑا اس کی جسامت بڑھی تب راجہ نے اس کو ایک بڑے گھڑے میں رکھا گھڑے میں سمائی نہ ہوئی تب کنویں میں ڈالا وہاں بھی بڑھ کر کنویں میں بھر گئی تب نکال کر تالاب میں ڈالا جب اس میں بھی گنجائش نہ ہوئی تب دریا میں اور دریا سے سمندر میں ڈالا، جب سمندر میں بھی اس کی جسامت سے گنجائش نہ رہی تو راجہ سوچا کہ یہ اور ہی طرح کا بھید ہے، ندا آئی کہ اے راجہ یہ جانور مظہر ہے میرے جلال کا، یہ مظہر میرا باعث رستگاری ہوگا تیرا اور دوسروں کا۔ سن لے ایک ہفتہ بعد ایک طوفان آب آئے گا ساری دنیا میں پانی ہی پانی بھر جائے گا جاندار ڈوب ڈوب کر مریں گے تو فلاں کشتی میں خود مع اور اوراوتاروں اور دواؤں کے اس میں بیٹھ جا، اور فلاں شاخ میں اٹکا دے سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کے بعد طوفان سے نجات ہوگی۔

کورم اوتار:

دو ر ست جگ میں یہ اوتار کچھوے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ سبب یہ ہوا کہ دیوتا لوگ دودھ کے دریا کو پہاڑ سے گھنگھول اور متھ کر مکھن پیدا کرتے تھے وہ پہاڑ ہاتھوں میں ڈگمگاتا اور دیوتاؤں کو تکلیف دیتا تھا ایک کچھوے کے پیکر میں اس اوتار نے جنم لیا کچھوے نے پہاڑ کو پشت پر سنبھال لیا تکلیف رفع ہوگئی۔ پھر چودہ رتن اس اوتار کی بدولت برآمد ہوئے۔ اول عروس۔ دوسرے مَن یعنی گوہر روشن بے بہا عجیب ایک درخت جس کے نصب کرتے ہی عالم معطر ہو جائے اور جس قسم کے پھل کی ضرورت ہو اسی درخت سے حاصل ہو جائے۔ دھنّتر نام حکیم جس کی ایک مٹھی میں پیدائشی ایک نشتر

دوسری میں جونک تھی مگر بعض دوسری دوا بیان کرتے ہیں۔ وہ حکیم مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ پُرانی تاریخوں میں ہے کہ دھنتّر بہار میں پیدا ہوا تھا اور وہ چندر ماں جو تمام عالم کو روشن کرے۔ کام دھین ایسی گائے کہ جو نعمت چاہو اس کے تھن سے دوہ لو۔ ایراپت ہاتھی جس کے چار دانت تھے۔ سنکھ خاصیت اس کی یہ کہ جس کے پاس ہو وہ فتح پائے۔ بکھ یعنی زہر جاں گزا امرت یعنی آب حیات۔ اَنْ بھا یعنی زن خوشخو۔ آس یعنی سات سر کا گھوڑا۔ سارنگ جنک یعنی ایسی کمان جس کا تیر دور و نزدیک سب جگہ پہونچے اور کبھی بھی خطا نہ کرے۔ جب یہ عجائب و غرائب ظاہر ہوگئے وہ اوتار غائب ہوگیا۔

باراہ اوتار:

کہا جاتا ہے کہ ست جگ میں ایک دیت (از قسم دیو) نے خدا کی عبادت و ریاضت میں ایک لاکھ برس گزار دئے یہاں تک کہ اپنے سارے بدن کو گھلا ڈالا جب یہ حالت پہونچی تو ندا آئی کہ تو کیا چاہتا ہے اس دیت نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سارے آزار دہندہ جانوروں کے گزند سے میں ہمیشہ بچ جاؤں اور سب میرے قابو میں رہیں اور جتنی خلقت ہے سب میری فرمان بردار رہے۔ دعا قبول ہوگئی اور جملہ جان داروں کا فرماں روا ہوگیا از انجا کہ نفس اس کا پاکیزہ نہ تھا انواع ظلم و ستم خلق پر کرنے لگا۔ دیوتا فریاد لے کر برہما جی کے پاس دوڑے برہما جی ان کو بشن جی کے پاس لے گئے قضائے ''کار'' جب اس دیت نے دعا کی تھی تو باراہ اوتار کا نام اس فہرست میں نہ دیا تھا جن پر قابو پانے کے لئے دعا کی تھی اس لئے باراہ اوتار کے ذریعہ سے وہ دیت (جس نے اپنا تخت حکومت پاتال میں بنایا تھا) نیست و نابود کر دیا گیا۔

نرسنگھ اوتار:

کہتے ہیں کہ ست جگ میں شہر آگرہ کے قریب بہ مقام ہنڈون ایک دیت نے جس کا نام ہرن کشب تھا مدت دراز تک خدا کی عبادت و پرستش کی آخر ندا آئی کہ تو کیا چاہتا ہے اس نے دعا کی میں ایسے وقت اپنی موت چاہتا ہوں کہ نہ دن ہو اور نہ رات، دوسرے یہ کہ سارے گزند رسانوں سے محفوظ رہوں اور عالم علوی و سفلی کی حکومت مل جائے۔ خدا کی درگاہ میں دعا قبول ہوگئی۔ سارے دیوتاؤں تک کو اس کی اطاعت قبول کرنی ہوئی از بسکہ بدنہاد و بدنفس تھا ساری دنیا بدنہادوں سے بھر گئی اس وقت بزرگ لوگوں نے بوسیلہ برہما جی بشن جی کے حضور میں فریاد کی۔ اس دیت کا ایک لڑکا تھا پرلاد نام (قریب اسی کے نقل بعینہ پہاد کی بھی بیان کرتے ہیں)۔ خلاصہ یہ کہ برخلاف باپ کے، پرلاد نہایت نیک نہاد خدا

پرست تھا۔ یہ دیت ہمیشہ اس کو طرح طرح کی ایذا دیتا اور خدا پرستی کو منع کیا کرتا تھا۔ ایک دن بیٹے سے اس نے پوچھا کہ تیرا خدا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میرا خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یہاں تک کہ سامنے اس ستون میں بھی ہے۔ دیت کو غصہ آیا ایک ہاتھ تلوار کا ستون پر مارا ستون کٹ گیا اور اس میں سے ایک پیکر نکل آیا، کمر سے لے کر پائیں تک بصورت انسان اور کمر سے اوپر بالکل شیر کا جسم تھا، اس کا نام نرسنگھ اوتار ہے۔ اس نے اس دیت کو پھاڑ ڈالا اس وقت دونوں وقت ملتے تھے، نہ دن تھا نہ رات۔

باون اوتار:

ایک دیت نے عرصہ دراز تک تینوں لوک کی فرماں روائی حاصل کرنے کی بڑی ریاضت کی، یہاں تک کہ اس کی استدعا پوری ہوئی اور فرماں روائی کرنے اور بدنفسی سے ستم ڈھانے لگا، دیوتاؤں نے بشن جی سے فریاد کی۔ قریب ساحل دریائے نربدا ایک راجہ ہزار سال سے راج کر رہا تھا یہاں تک کہ جتنے جگ ہیں بجالایا تھا مگر جیسا چاہیے دیوتاؤں کی ویسی خدمت نہیں کی تھی جس سال دیوتاؤں نے اس دیت کے ظلم کی بشن جی سے فریاد کی تھی وہ دورہ تریتا کا تھا اسی سال شہر ہون بھدّرا میں ساحل دریائے۔ نربدا پر یہ اوتار (باون اوتار) پیدا ہو کر حکیم بردواج سے تحصیل علم کرنے لگا۔ اس راجہ کے ایک جگ میں یہ بھی شریک کیا گیا راجہ نے اس سے پوچھا کہ مجھ سے کچھ مانگ۔ باون اوتار نے چاروناچار یہ کہا کہ میں صرف تین قدم جگہ چاہتا ہوں راجہ کو غصہ آیا کہ مجھ ایسے راجہ سے ایسی خفیف استدعا کے کیا معنی ہیں۔ آخر کسی طرح راجہ کو اس پر راضی کر کے ایک اپنا قدم بڑھایا تو طبقہ زمین میں پاتال اس کے زیر قدم آ گیا دوسرے قدم نے عالم بالا کی خبر لی تب تو راجہ نے گھبرا کر اس کی اطاعت کی۔ اس اوتار نے اس دیت کو بھی نیست و نابود کر دیا۔

پرس رام اوتار:

کہا جاتا ہے کہ کارت ویرج نام ایک لنگڑا دیت اس وقت فرماں روا تھا اس بیدست و پائے کے ہاتھوں سخت تنگ ہو رہا تھا۔ کیلاش پہاڑ پر جا کر عبادت و ریاضت میں اپنی جان کھپانے لگا آخر مہادیو جی کو اس پر رحم آیا اس کو ایک ہزار ہاتھ دے کر تینوں لوک کی سلطنت بخشی یہ نعمت پا کر وہ ظالم بن گیا خلق اللہ اور دیوتاؤں کو ستانے لگا۔ دیوتاؤں نے دعا کی کہ اس ظالم کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ پناہ دے۔

ہم جم دکن نام سری مہادیو کے مظہر کو مسماۃ رنیکا آدت سے (جو تمام دیوتاؤں کی ماں ہیں) پانچ لڑکے پیدا ہوئے پانچواں پرسرام تھا۔ یہ کیلاس پہاڑ پر سری مہادیو کی خدمت میں ادب آموزی

کرتا تھا اور باپ اس کا وہی جم دکن جنگل میں عبادت کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک راجہ اس جنگل کی طرف جا نکلا۔ بھوکا اور پیاسا بے حد تھا جم دکن سے ملتجی ہوا، جم دکن نے خورد نوش و آرام دہی کے شاہانہ جتنے سامان ہوتے ہیں پیش کئے راجہ کو تعجب ہوا کہ یہ جنگلی فقیر کہاں سے یہ سامان لایا جم دکن سے پوچھا اور کہا کہ جب تک تم یہ نہ بتاؤ گے کہ کیوں کر اور کہاں سے یہ سامان لائے میں ہاتھ نہ لگاؤں گا جم دکن نے کہا کہ مجکو راجہ اندر نے ایک ایسی گائے دی ہے جس سے بر وقت یہ سب سامان حاصل ہو جاتے ہیں، راجہ وہ گائے مانگنے لگا تو جم دکن نے کہا کہ بغیر مرضی راجہ اندر کے یہ چیز ہرگز نہیں مل سکتی اور اس کے لئے ریاضت درکار ہے۔ راجہ بگڑا آخر جمدکن سے اکیس لڑائیاں لڑا اس میں جم دکن مقتول ہوا مگر گائے ہاتھ نہ لگی۔ رنیکا آدت (جم دکن کی بی بی) جم دکن کے ساتھ حسب قاعدہ جل کر خاکستر ہو گئی دت اپنے بیٹے پرسرام کو وصیت کر گئی کہ راجہ سے باپ کا انتقام ضرور لینا۔ خلاصہ یہ کہ بعد کو راجہ سے سخت سخت لڑائیاں ہوئیں راجہ مارا گیا کہا جاتا ہے کہ پرسرام اوتار اب تک زندہ ہیں۔

رام اوتار:

سب اوتاروں سے مشہور تر ہیں، ان کے دل چسپ حالات میں کئی کئی زبانوں میں رامائن لکھی گئی ہے ہر ہندو اُس کا پاٹ کرنا بہترین اعمال سمجھتا ہے۔ ہر ہندو ان کو مظہر کامل جان کر رام رام جپا کرتا ہے۔ ایسے مشہور ہیرو کے مفصل حالات بیان کرنے خالی از دلچسپی و فوائد نہیں، مگر کیا کریں شاید فی زماننا اسی اختصار تک کو لوگ بیکار کی طوالت سمجھیں گے، باایں ہمہ اتنا بھر تو ضرور بیان کر دینا لازم سمجھتا ہوں کہ نفس قصہ سے لوگ آگاہ ہو جائیں۔

ایک راکھشس جس کا نام راوَن تھا اور اس کا سلسلہ نسب دو پشتوں سے برہما تک پہونچتا ہے، اس کے دس سر اور بیس ہاتھ تھے۔ اس کی فرماں بری(کذا) سے دیوتا عاجز ہوئے اور اس کی سزا کے لئے خالق مطلق سے ملتجی ہوئے۔ ترتیا جگ میں اودھ کے راجہ جسرت کے گھر میں کوسلیا نام رانی کے بطن سے رام اوتار نے جنم لیا۔ یہ بزرگ شاہزادہ صاحبِ نفس قدسی اور نہایت ذی علم، حسین اور صاحب وجاہت ظاہری و باطنی تھا۔ راجہ جسرت کو بھی اس بیٹے سے بے حد محبت تھی یہی ولی عہد بھی مانا گیا تھا، ایک رات راجہ جسرت کی دوسری رانی مسمّی بہ کیکئی نے (بہ کسرہ کاف و تازی وسکون یائے مجہول وفتحہ کاف دوم و کسرۂ ہمزہ وسکون یائے معروف) جن کے بطن سے بھرت نام بیٹا تھا راجہ جسرت سے یہ قرار لے لیا کہ بعد راجہ جسرت کے بھرت راج کریں اور رام چندر جی کو چودہ برس کا بن باس دیا جائے۔ اس

وقت تو راجہ جسرت نے اقرار کر لیا مگر بعد کو جو سوچا تو ہاتھ کے طوطے اڑ گئے کہ ہم سے یہ کیسی غلطی ہو گئی۔ راجہ کو ایسا صدمہ ہوا کہ دن نکل آیا، منہ لپیٹے پڑے رہے۔ رام چندر حسب معمول باپ کے سلام کو حاضر ہوئے اور رانی کیکئی سے یہ سب حالات سنے اور بعوض ملال کے نہایت شگفتہ دلی کے ساتھ باپ کے اقرار پورا کرنے کو موجود ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ رام جی بن باس ہونے کو چلے تو ان کے ہمراہ ان کی رانی سیتا جی اور چھوٹے بھائی لچھمن جی بھی ہو گئے۔ رستہ میں مقدس مقامات کا تیرتھ کرتے ہوئے ایک جگہ جنگل میں کٹی (فقیروں کی جنگلی جھونپڑی) بنا کر قیام کیا۔ اکثر سیر شکار کو نکل جاتے تھے۔ ایک گنڈلا کھینچ کر رانی سیتا سے تاکید کر دی تھی کہ اس گنڈلے کے باہر قدم نہ رکھنا۔ اتفاق وقت کہ اس وقت نہ تو رام موجود تھے نہ لچھمن، راون تو تاک میں لگا ہی ہوا تھا، فقیر کا بھیس بدل کر بھیک مانگنے آیا فریب دے کر سیتا جی کو گنڈلے سے ایک قدم باہر آنے پر مجبور کیا۔ آخر سیتا جی کو لے گیا اور اپنے محل واقع لنکا میں جا کر چھپایا۔ رام جی جو پلٹے اور ان سب حالات پر جو مطلع ہوئے تو جنگل کے درندوں چوپایوں کو بطور فوج ہمراہ لے کر لنکا پر چڑھائی کی۔ خوب خوب لڑائیاں ہوئیں (جس کا نقشہ رام لیلا میں دکھایا جاتا ہے) آخر راون مارا گیا لنکا میں آگ لگا دی اور سیتا جی کو وہاں سے لائے۔ کتاب رامائن میں تفصیل تمام کے ساتھ یہ قصہ درج ہے۔ اکثر فلسفۂ اخلاق کے مضامین دل چسپ ہیں۔

کرشن اوتار:

کرشن اوتار کا مجمل قصہ یہ ہے کہ اب سے کچھ اوپر چار ہزار برس ہوئے جب کہ اوگرسین جادون متھرا کا راجہ تھا اس کا شریر النفس بیٹا کنس نامی (بہ فتحہ کاف وسکون نون وسین) باپ کو معطل کر کے خود راجہ بن بیٹھا اور خلائق پر بے حد ظلم وستم کرنے لگا، اس کے علاوہ جراسندھ وسیس پال نے جفا وجور کا بازار گرم کیا یہاں تک کہ دھرتی (زمین) ان کے ظلم وستم سے نہایت پریشان ہو کر گائے کے روپ میں برہما جی کو ساتھ لے کر بشن جی کے پاس فریادی گئی اور ان ظالموں سے چھٹکارا پانے کی مستدعی ہوئی، یہ عرض قبول ہوئی اور تدارک اس کا کرشن جی کے سپرد ہوا۔

ادھر ستارہ شناسوں نے کنس کو یہ خبر دی کہ عنقریب ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو تیرے راج اور تجکو تہس نہس کر دے گا۔ کنس نے نوزائیدہ بچوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ کنس کی بہن دیوکی کی شادی باسدیو جادوں سے ہوئی تو غیب سے آواز آئی کہ باسدیو جادوں کا لڑکا کنس کو مار کھپائے گا۔ یہ سن کر راجہ کنس نے دونوں کو قید شدید میں بھیج دیا۔ جو لڑکا پیدا ہوتا تھا کنس ان کو مروا ڈالتا تھا، سات لڑکے قتل ہو چکے آٹھویں

کرشن جی پیدا ہوئے۔ اس وقت پاسبانوں کو غفلت طاری ہوگئی اور خود بخود زنجیر کھل گئی قفل گر گئے۔ نوزائیدہ بچے نے کہا کہ جمنا کے پار اسی وقت نندا نامی گوالے کے گھر میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے وہاں سب غافل سو رہے ہیں مجکو وہاں لے جاؤ لڑکی کی جگہ مجکو سلا دو اور لڑکی کو یہاں لے آؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ کرشن جی نندا اہیر کے گھر میں پل کر نو برس کے ہوئے پہلے تو کنس ان کے ہاتھ سے مارا گیا پھر راجہ اوکرسین اپنے نانا کو قید سے چھڑایا۔ دنیا کے اور اور ظالموں کو نیست و نابود کر دیا ایک سو پانچ برس کی عمر پائی، ان کی سولہ ہزار ایک سو آٹھ بی بیاں تھیں اور ہر ایک سے دس بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

اتنی بی بیاں تھیں مگر کرامت یہ تھی کہ سب بی بیاں سمجھا کیں کہ رات کو کرشن جی میرے ہی ساتھ تھے۔ کتاب گیتا آپ ہی کے مقولات کا مجموعہ ہے۔

بودھ اوتار:

کلجگ میں راجہ سدھوون کے گھر ان کی رانی مایا نام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جوان ہوئے، تو باوجود سلطنت اور راج کے تارک دنیا ہو کر راج گڈھ کے پاٹ شالے میں بید اور شاستر پڑھ کر گیا جی کے پہاڑوں میں ریاضت کیا کئے۔ بارہ برس حقانیت کی تلاش میں رہے آخر اپنا طریقہ جداگانہ نکالا، ان کو لوگ گوتم بودھ کہتے ہیں۔ ان کے وعظ کا خلاصہ یہ ہے کہ ''دھرم کرو، دھرم کرو، دھرم کا سنکھ پھونکو، کسی جان دار کو مت ستاؤ'' رفتہ رفتہ نصف ہندوستان سے زیادہ نے ان کا مت قبول کر لیا، جب راجاؤں نے بھی ان کا مت قبول کر لیا تو پرانے زمانہ کے ہندوؤں سے مدتوں کشت و خون رہا۔ گوتم ۸۰ برس اپنا دین پھیلاتے پھرے، آخر رحلت کر گئے، ان کی خاک دفن کی گئی پھر اس کے کئی حصے کر کے چند جگہ دفن کی گئی، وہ سب جگہیں تیرتھ گاہ ہیں۔ چار سو برس تک اس مذہب کا زور شور رہا۔ آخر پرانے ہندوؤں کی فتح ہوئی۔

بودھ کے مذہب کی کتابیں پالی زبان میں ہیں۔ جو اس وقت رائج تھی۔ مذکورہ بالا دس اوتاروں کے علاوہ بعض نے چودہ اوتار بڑھا کر چوبیس اوتار تک مانے ہیں۔ سب کے الگ الگ زمانے اور عجائب و غرائب حالات مذکور کئے ہیں۔ ان اوتار کی مورتیں چاندی سونے تک کی بنا بنا کر پرستش کی جاتی ہے۔

☆☆☆

برہما جی اور بید

اکثر حکما برہما جی ہی کو وسیلہ ایجاد عالم مانتے ہیں۔ اکثر کا یہ اعتقاد ہے کہ بید مقدس برہما جی نے بذریعہ الہام ظاہر کی ہے (جس کا حال آگے بھی مذکور ہوگا)۔

بید/ بید کا اختلاف/ سرِّ اکبر:

بید مقدس کے بارے میں جو بذریعہ الہام کے برہما جی نے جمع کی ہے یہ قول ہے، بید چار حصوں پر منقسم اور اس میں ایک لاکھ اشلوک درج ہیں۔

کہتے ہیں کہ برہما جی کے چار منہ ہیں ہر ایک منہ سے ایک حصہ نکلا ہے اور بعض لوگ اس کے برخلاف بھی کہتے ہیں۔ اکثر کا قول ہے کہ بید پراگندہ تھی بیاس جی نے اس کو مرتب کیا (بیاس جی کون تھے اور ان کی پیدائش کیوں کر ہوئی اس کے بعد لکھا جائے گا)۔ جہاں تک مجکو معلوم ہے اور شمّہ اس کا اس مضمون کے عنوان میں لکھا گیا۔ بید کا مکمل نسخہ بہار کے عظیم الشان پاٹ شالہ میں تھا مگر سنہ ہجری کے بارہ تیرہ سو برس پہلے بودھ مت اور پرانے مذہب کے ہندوؤں کی عظیم الشان جنگ میں اگر جل کر خاک نہ ہو گیا ہو تو ضائع ضرور ہو گیا، موجودہ بید کو سلطان دارا شکوہ نے بڑی محنت و مشقت سے جمع کر کے فارسی ترجمہ خود کیا جس کے رکھنے کو اورنگ زیب نے جُرم عظیم قرار دیا۔ ترجمہ کا نام سّر اکبر ہے۔ میں نے غدر سنہ ۵۷ کے بعد ایک نہایت عمدہ نسخہ بخط نستعلیق مطلا و مذہب کتاب شاہ نامہ فردوسی سے حجم میں دو حصہ زیادہ دیکھا ہے، ایک عجم لایا تھا پانچ ہزار قیمت مانگتا تھا ہندستان میں کسی نے نہ لیا یقیناً وہی نسخہ جرمنی میں ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نسخہ خود دارا شکوہ نے نقل کروایا ہو، کسی طرح بچ رہا۔

رگ بید:

بید کے چاروں حصوں میں سے پہلے حصہ کا نام رگ بید، دوسرے حصہ کا یجُر بید، تیسرے کا نام شام بید، چوتھے کا نام اتھرون بید ہے۔

شاستر/ نیائ شاستر/ پشکھک شاستر/ سانکھ شاستر/ پاتنجال شاستر:

بعد کو بید کی شرح وتفسیر میں چھ کتابیں لکھی گئیں، جن کو شاستر کہا جاتا ہے، ان چھوؤں کے نام میں سے پہلے شاستر کا نام نیائ شاستر (بہ کسرۂ نون وفتحہ یائے تحتانی والف وکسرۂ ہمزہ ویائے تحتانی) اس کا جامع حکیم گئوتم رکھ ہے۔ دوسرے کا نام دو پشکھک شاستر رکھا گیا ہے۔ جامع اس کا حکیم کناد ہے۔ تیسرے کا نام سانکھ شاستر (بہ فتحہ سین والف ونون غنہ وکاف مع الہا) ہے مولف اس کا حکیم کپل ہے۔ چوتھے کا نام پاتنجال شاستر (بہ فتحہ بائے فارسی والف وتائے فوقانی مفتوح وسکون نون وفتحہ جیم وسکون لام، مدوّن اس کا حکیم پاتنجل ہے۔

میمان/ دھرم/ کرم تیاگ/ پُران:

پانچویں کا نام بیدانت شاستر، مولف وہی حکیم بیاس جی ہیں جن کا نام اوپر مذکور ہوا، چھٹے کا نام میمان شاستر (بفتح میم وسکون تحتانی وفتح میم دوم والف ونون) جامع اس کا حکیم مہاتما جن سے مذکورہ بالا شاستروں کے علاوہ اور بھی شاستر ہیں جیسے دھرم شاستر جس میں صاحبان ہنود کا علم فقر ہے۔ اس کے ذریعہ سے اعمال وافعال وعبادات وریاضات وبرت وخیرات اور گناہوں کا چارہ وطریق توبہ از گناہان مع دیگر معاملات متعلق چاروں برن کے معلوم ہوتے ہیں۔ کرم تیاگ شاستر (تیاگ بہ فتحہ تا ویائے تحتانی وسکون الف وکاف فارسی) اس سے غم وآلام واسقام وامراض کا حال کھل جاتا ہے کہ آیا یہ نتیجہ کس فعل زشت کا ہے، اور اس جنم میں اس کے کفارہ کی کیا صورت کی جائے، اور کیا عمل کرے کہ نجات ملے، ان شاستروں کے علاوہ اٹھارہ پُران ہیں گویا ایک مکمل وجامع تاریخ ہے مشتمل بر احوالات نفوس قدسیہ وعالم ملکوت ونیز وقوع قیامت ودیگر رنگا رنگ کردار نیک سخاوت وعدالت عمل ہائے عباد وزہاد وخدا رسیدگان وشرح حالات۔

بیاکرن:

فرماں روایان بیاکرن میں بیان کلمہ وکلام وترکیب حروف وحسن ادا وترکیب نظم ونثر اور عبارت کی ترکیب وتہذیب کے بیان ہیں۔

بیدک:

بیدک وہ علم ہے جس سے انواع عوارض اعراض جسمانی کے اسباب وعلامات بدن کی صحت ومرض سے اس میں بحث کی گئی ہے۔

جوتک:

جوتک بدیا یعنی علم نجوم، یہ علم آفتاب سے استخراج کیا گیا ہے۔

سامدرک:

سامدرک بدیا علم قیافہ ہے، نفس بشر کا خط وخال وچین پیشانی وکف دست کی لکیروں وغیرہ سے دریافت کیا جاتا ہے۔

لیلاوتی:

لیلاوتی وہ کتاب ہے، جس سے علم حساب کے اصول وفروع دریافت ہوتے ہیں اور اس کو بیا کرن جوتک بھی کہتے ہیں۔

شگن بدیا:

شگن بدیا وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے وحوش وطیور کی آوازون سے شگون نیک و بد بطور فال کے دریافت کرتے ہیں۔

سربدیا/اگم بدیا:

سربدیا اس علم کا عالم بذریعہ سانس کے خیر وشر کا حال دریافت کر لیتا ہے۔ اگم بدیا ہزاروں قسم کے سحر وجادو مثلاً جن وآسیب زدون وغیرہ کا علاج۔

اندرجال بدیا:

اندرجال بدیا یعنی طلسمات انواع اقسام کے شعبدے نظر بندی وغیرہ کا تفصیل سے بیان اور علم سیمیا وخلع بدن کرنا روح سے۔

دس بدیا:

دس بدیا دھاتوں کا کشتہ کرنا اور علم کیمیا گری کے تفصیلی حالات۔

کامر بدیا:

کامر بدیا اس علم کے ذریعہ سے سانپ بچھو اور زہریلے جانوروں کا بیان اور ان کے دفعیہ و زہر کے تدابیر بذریعہ افسوں اور سانپ کے اقسام کا بیان۔

سُر بدیا:

سربدیا۔ انواع واقسام تیراندازی کا بیان۔

ترپن پرچھا مرواریدو اقسام جواہرات کی شناخت کا تفصیلی بیان۔

مانک بدیا:

مانک بدیا۔ عمارات کی تعمیر کا بیان اس کے قطعات کے اقسام نکالنا طول و عرض زمین اور دروازوں وغیرہ کے قائم کرنے کا بیان اور سب کی معنوی خاصیت کا علم۔

گج شاستر/ گج سامان موتر:

گج شاستر ہاتھیوں کے اقسام ان کے اعضا کی شناخت بیماریوں کے علاج و حفظ صحت گج سامان موتر، گھوڑوں کے اقسام ان کے رنگ ان کی بھونریاں وغیرہ ان کے امراض اور علاج ان کے حفظ صحت کے تدابیر۔

گاندھرپ بدیا:

گاندھرپ بدیا یعنی علم موسیقی، انواع ساز و باج اور جو جو باتیں اس کے متعلق ہیں سب کا تفصیلی بیان۔ اور یہ علم تیسرے بید سے نکالا گیا ہے۔

نٹ بدیا:

نٹ بدیا۔ تمام بازی گری و ریاضت جسمانی اور تعجب انگیز و حیرت خیز تماشوں کا بیان۔

کام شاستر:

سک بدیا۔ زن و مرد کے اقسام اور ان کی پوری کیفیت جس سے انسان کی کھلتی ہے، کام شاستر یعنی کوک زن و مرد کی یکجائی وغیرہ وغیرہ کی صورتیں اور ان کے تنائج۔

○

صاحبان ریاضت و فقرائے ہند کے اقسام بھی ہیں ازانجملہ چند اقسام کا بیان کیا جاتا ہے۔

سنیاسی:

اول قسم سناسیوں کی ہے اس گروہ میں بعض بحالت خاموشی عمر بسر کر دیتے ہیں بعض اپنے دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہاتھ خشک و بے حس ہو جاتے ہیں۔ کوئی درخت میں الٹے لٹک رہتے ہیں اور سر کے نیچے آگ روشن رکھتے ہیں کوئی آسمان کی طرف سر اٹھا کر آفتاب سے آنکھیں لڑائے رہتے ہیں یہاں تک کہ بینائی کو تج دیتے ہیں۔ کوئی رات دن کھڑے ہی رہتے ہیں کبھی ایک پاؤں کو اٹھا لیا کبھی دوسرے کو۔ اور بھی ان کے اقسام ہیں۔

جوگی:

دوسری قسم جوگیوں کی ہے۔ بعض ان میں بزور ریاضت ہوا پر اڑتے ہیں۔ بعض دریا کے اس پار کھڑاؤں پر اتر جاتے ہیں مگر کھڑاؤں تک تر نہیں ہوتی، بعض اپنی سانس کو صدہا سال تک روک لیتے اور زمین کے اندر بند ہو جاتے اور اس جوگ سے صدہا سال کی عمر پاتے ہیں بعض ریاضت سے اتنی قدرت بہم پہونچاتے ہیں کہ اپنی روح کو بدن سے خارج کر لیتے اور پھر اپنے یا دوسرے بدن میں داخل کر لیتے ہیں، اکثر ان جوگیوں میں علم کیمیا و سیمیا سے واقف اور تسخیر قلوب بھی کر لیتے ہیں۔

بیراگی:

تیسری قسم بیراگیوں کی ہے، اِن کے بہت اقسام ہیں، ہر جتھا اپنے اپنے مرشدوں کے نام سے مسمّٰی ہے، اپنے پیشواؤں اور توحید و توصیف باری تعالیٰ میں بھجن بنا بنا کر گایا کرتے اور وجد و حال میں بسر کرتے اور اپنی دُھن میں مست رہتے ہیں بعض چلہ نشینی و مراقبہ اور بعض کتب بینی میں گزارتے اور بہترین عبادات جانتے ہیں۔

اُداسی:

چوتھے اداسی فقیر بابا گرونانک صاحب کے معتقد ہیں ان کی تعلیم بموجب معبود کی ثنا و توصیف کیا کرتے اور گرو صاحب کے اشعار کو گانا بہترین عبادت جانتے ہیں۔

جتی:

پانچویں جتی اور سر بورہ ہیں ان کی عبادت و ریاضت بہت ہی سخت ہے۔ چالیس چالیس شب و روز روزے رکھتے اور کھانے اور پینے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں، جیو کی سیوا ان کا عین دھرم ہے کسی جاندار کو تکلیف نہیں دیتے حتی چار مہینے تک برسات میں ایک ہی جگہ قیام کرتے ہیں حرکت تک نہیں کرتے اسی خیال سے کہ کسی ذی جان کو دُکھ نہ پہونچے۔ اسی ڈر سے جوتا بھی نہیں پہنتے۔ کنواں یا تالاب بھی نہیں کھدواتے ایسا نہ ہو کہ کسی جاندار کو دکھ پہونچے اسی خیال سے راتوں کو اندھیرے ہی میں رہتے ہیں، چراغ وغیرہ تک نہیں جلاتے، آگ نہیں روشن کرتے، رات کو اپنے لئے کھانا بھی نہیں پکاتے ایسے ہی بھوکے ہوئے تو اپنے مریدوں سے مانگ کر کھالیا کرتے ہیں مٹھائی بھی نہیں کھاتے ان کے خیال میں یہ بھی جاندار کی قسم میں داخل ہے، بجز سترِ عورت کے زیادہ کپڑے نہیں پہنتے۔ قدیم زمانہ کے براہمہ اس فرقہ کو ملحد اور منکرِ خدا جانتے ہیں، شاید تعصب سے ایسا سمجھا گیا ہے کیوں کہ اگر وہ خدا کے

منکر ہوتے تو یہ ریاضاتِ شاقہ کیوں اختیار کرتے۔ یہاں تک اس فرقہ سے نفرت دلوائی گئی ہے کہ کہتے ہیں اگر تنگ رستہ ہو اور مست ہاتھی سامنے سے آتا ہو تو جان بچانے تک کو ان کی طرف یا ان کے مندر میں ہرگز نہ جائے بلکہ مست ہاتھی کی طرف رُخ کرنا بہتر ہے۔ براہمہ صرف اپنے قدیمی مذہب کو جس کا ماخذ بید مقدس ہے، مانتے، اگر اپنی رائے سے کسی نے کوئی امر مذہبی اختراع کیا ہو تو اس کو نہیں مانتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرے مذہب والا بھی اپنے مذہب سے اِبرا کر کے براہمہ کے مذہب میں آیا چاہے تو اس کو بھی قبول نہیں کرتے ہیں۔

براہمۂ قدیم نے خلقت کے چار اقسام قائم کئے ہیں، جس کو چار آسرم کہتے ہیں اول یہ کہ برہم چرج یعنی کدخدا ہو اور علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کرے۔ دوسرے گرہست ہو یعنی کدخدا ہو کر تعلقات دنیوی میں مشغول رہے۔ تیسرے بان پرست یعنی جب جوانی کا زمانہ گزر جائے اور کوئی اولاد نہو تو مع اپنی دھرم پتنی (زوجہ) کے ترک تعلقات کر کے جنگل اور صحرا میں جا کر بسر کرے، اور یاد معبود برحق میں زندگی بسر کردے، قطع تعلقات کردے، صرف جنگل کے پھلوں پر قناعت کرے دوسری غذا نہ کھائے۔ چوتھے سنیاس لے یعنی کسی قسم کا کوئی تعلق کسی بات کا بجز یاد معبود کے نہ رکھے۔

☆☆☆

ہندوؤں کے فقہیات

واضح ہو کہ ذیل میں جس ترتیب کے ساتھ نجاسات کی فہرست دی گئی ہے اسی ترتیب اور نسبت اضافی کے ساتھ ان چیزوں کو نجس مانا گیا ہے۔

تفصیل نجاسات:

شراب، خون، منی، پیشاب، پایخانہ اور ناک منہ آنکھ کان سے جو کثافت نکلے۔ یا عرق جو بدن سے نکلے۔ بال یا ناخن جو بدن سے جدا ہو جائے۔ ہڈی اُس جاندار کی جس کا کھانا درست نہیں ہے۔ عورت جس کو حیض جاری ہو یا نئ جنی ہوئی مدت معین تک۔ مردہ جانور بھنگی، گدھا، کتا، سور، گرد و غبار (جو گدھے بکرا بکری بھینس کے چلنے سے اڑا کرتا ہے اور وہ گرد بھی جو جھاڑو سے اڑے)۔

ذیل کی پانچ چیزوں کا ساتھ رکھنا گناہ سمجھتے ہیں: کوّا اور مرغ خانگی نر ہو یا مادہ، چوہا اور خواجہ سرا، جلا ہوا آدمی (راقم اس کو نہ سمجھا کہ اس سے آیا غرض زندہ سے ہے یا مردہ ہے)، دھوبی، چڑیمار، مچھوا، نٹ دائم الخمر، جلاّد اور چمڑا صاف کرنے والا وغیرہ۔

پاک کرنے والی چیزیں:

ذیل کی چیزوں کو پاک کرنے والا جانتے ہیں۔ سیندھیا (عبادت)، ریاضت، تابش آفتاب و ماہتاب، آگ، پانی، خاک، راکھ، ماش، غلہ خودرو، سایۂ درخت، پیٹھ اور گائے کے پاؤں، ہل، جھاڑو، کھٹاس، کھار چیزیں، گھوڑے اور بکرا بکری کا منہ۔ اکثر وہ چیزیں جن جن پر زمانہ گزر گیا ہو (مثلاً کسی جگہ پیشاب تھا تابش آفتاب یا آگ وہاں نہیں پہونچی مگر ایک مدّت اس پر گزر گئی۔ گائے کا گوبر یا پیشاب کو بھی فقط پاک نہیں بلکہ پاک کرنے والا جانتے ہیں۔ دودھ دہی گائے کا گھی بھی بعض موقع پر نجاست کو پاک کر دیتا ہے۔

طریقہ پاک کرنے کا:

طریقہ نجاست سے پاک کرنے کا یہ ہے۔ اوّل روحانی نجاست سے پاک کرنا۔ واضح ہو

کہ جب انسان کا نفس بُری خواہشوں اور بری خوراکوں سے آلودہ ہو کر ناپاک ہو جائے تو اس کے پاس کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیزیں عقل و فہم و ادراک کو بڑھاتی ہیں مثلاً پاک کتابوں کا مطالعہ، بزرگ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا، کتاب رامائن و گیتا اور پُران کا کثرت سے سننا۔ جو ریاضتیں شاستر میں مقرر ہیں ان پر عمل کرنا، خود بخود جو اناج روئیدہ ہو اس کو استعمال کرنا۔ اور جب بدن بول براز خون وغیرہ نجاسات مذکورہ صدر سے آلودہ ہو جائے تو اُس کے پاک کرنے کی یہ صورت ہے کہ اگر حصۂ پائین میں ہو تو خاک اور مٹی سے پہلے پاک کرے، ناف سے لے کر پاؤں کے پنجہ تک کئی دفعہ مٹی ملے پھر غسل کرے (غسل میں بھی ترتیب ہے جس کو بیان کیا جائے گا ورنہ پاک نہو گا)، اوپر کے حصہ ناپاک ہوا ہے تو بھی خاک مٹی خوب ملے پھر غسل کرے احتیاط و تاکید مزید یہ ہے کہ ایک رات دن فاقہ کرے پانی بالکل ایک دن رات نہ پیئے۔

رستہ کی زمین یا پانی اگر چنڈال کے عکس پڑنے سے ناپاک ہو جائے تو وہ دھوپ یا چاندنی یا ہوا سے پاک ہوسکتا ہے (واضح ہو کہ براہمہ نے جو چار برن قائم کئے ہیں برہمن، کھتری، ویس، سدر۔ ان کے علاوہ وہ اور قوموں کو یا تو ملچھ کہتے ہیں یا چنڈال اور یہ سب سے بدترین خطاب انسان کا ہے۔

کنواں کیوں کر پاک ہوتا ہے:

طریقہ کنویں کے پاک کرنے کا۔ اگر کنویں میں کسی جانور کی نجاست گر جائے تو ساٹھ ڈول پانی نکال دینے سے بشرطیکہ تواتر نکالے، پاک ہو جاتا ہے، اور تالاب میں ایک سو ڈول نکالنے سے، اور دریا کی نجاست باڑھ کے آنے اور روانی سے دفع ہو جاتی ہے۔

گھی کا پاک کرنا/اور اشیاء کے پاک کرنے کا طریقہ:

گھی یا روغن میں نجاست پڑ جائے تو اتنا بھر نکال دینے اور کڑکڑا لینے سے بقیہ پاک ہو جائے گا مگر دودھ کسی حال میں پاک نہیں ہوسکتا ہے، ہاں اگر چنڈال کے سایہ پڑ جانے سے ناپاک ہو گیا ہے تو آگ پر جوش دینے سے پاک ہوسکتا ہے، روٹی یا گڑ یا غلہ کی نجاست ظاہری دور کر کے تھوڑا پانی چھڑک دینے سے دفع ہو جائے گی۔

چاندی سونے کے برتن اور زمین سے اگنے والی چیزیں، اور رسّی پانی سے دھو ڈالنے سے پاک ہوتی ہے۔ اور کپڑے کی نجاست دھو ڈالنے یا ہوا سے خشک ہو جائے تو بشرطیکہ زیادہ نجاست نہو اور لگی نہ رہ جائے تو پاک ہو جاتی ہے، اور کاٹھ کی چیزوں کو اگر چنڈال نے گھسا ہو تو پاک نہیں ہوسکتی

ہے۔ ہاں سُدر کے چھونے یا اور کسی قسم کی نجاست لگے تو اتنا بھر اس کاٹھ کو کاٹ ڈالے۔ اور ہڈی اور سینگ کی نجاست بھی مثل کاٹھ کے ہے۔ اور پتھر کے برتن کی نجاست دھوڈالے یعنی سات دفعہ پانی سے دھوڈالنے کے بعد سات دن خاک کے اندر دبا دینے سے۔ چلنی، سوپ، ہرن کی کھال، یا آوند دستہ پانی چھڑک دینے سے۔ گاڑی چھکڑا نجس ہوجائے تو کاٹھ وہاں کا چھیل دینے یا اتنا بھر کاٹ دینے اور باقی پر پانی چھڑک دینے سے پاک ہوتا ہے۔ مٹی کے برتن دہکتی آگ میں کچھ دیر ڈال رکھنے سے پاک ہوتا ہے۔ زمین کی نجاست جھاڑو دینے اور اس پر آگ روشن کردینے یا ہل چلا دینے یا کچھ زمانہ کے گزر جانے سے خود بخود یا گائے کے پاؤں یا پیٹھ لگنے یا پانی چھڑک دینے یا کھود دینے یا گوبر ڈال دینے سے پاک ہوتی ہے۔ کھانے کی چیز میں اگر گائے منہ ڈال دے یا جدا کیا ہوا ناخن پڑ جائے تو خاک چھڑکنے اور پانی کے چھینٹوں سے پاک ہوجاتی ہے۔ اور شراب سے آلودہ چیز یا جس میں ناک آنکھ کان منہ کی کثافت یا خون حیض ونفاس و براز و بول پڑ جائے تو پہلے پانی سے دھوئے پھر مٹی مَلے، پھر پانی سے دھوئے۔ اگر بدن آلودہ ہوا ہے تو پہلے ناف سے پائیں تک پھر سر سے ناف تک مکرر یہی عمل کرے پھر غسل کرے اور گائے کا گھی اور دودھ پھر دہی مل کر گوبر ملے۔ اور گائے کے پیشاب سے غسل کر ڈالے اور تین چلو دریا کا پانی پئے تب پاک ہوگا۔

نجس انسان کے نجاست سے پاک ہونے کا طریقہ:

اگر دھوبی، رنگریز، چمڑے صاف کرنے والا، چڑیمار، مچھوا، جلاد، روغن گر، خانگی سور سے چھو جائے تو صرف پانی ڈالنا کافی ہے۔ اور اگر زنِ حائض وصاحب نفاس اور بھنگی یا کسی بڑے گنہگار یا مردہ یا کتا یا گدھا یا بلی، کوا، مرغ، مرغی، چوہا خواجہ سرا سے چھو جائے یا جلتی ہوئی لاش کا دھواں لگ جائے یا گدھے کے پاؤں کا غبار یا بکری بکرا بھیڑ ان سب سے چھو جائے تو اس طرح غسل کرے (جیسا اوپر کہا گیا ہے)۔ پھر سورج کی طرف نظر کرے آدمی کی ہڈی کی چربی اگر چھو جائے تو کپڑوں سمیت دریا میں نہا ڈالے، اور تین چلو پانی پئے اور سورج کی طرف نظر کرے۔ اگر کرن نہ ہو تو آگ جلا کر اس پر نظر کرے واضح ہو کہ زن حائضہ چار دنوں میں پاک ہوتی ہے بشرطیکہ خون بند ہو گیا ہو۔ یہ مختصر سا حال نجاسات ومطہرات کا بطور نمونہ کے بیان کر دیا گیا۔

ذیل کے کپڑوں کا پہننا ناروا سمجھا جاتا ہے

ناروا کپڑے: نیلہ رنگ کپڑے بشرطیکہ ریشمی یا پشمی نہوں۔ اگر ریشمی یا پشمی ہوں تو نیلہ رنگ جائز ورنہ ناجائز، ہاں سدر پہن سکتا ہے۔ برہمن اور کھتری کی عورتیں رات کو تقریبات میں البتہ پہن سکتی ہیں، ورنہ باعث ملامت ہے اور دیس کی عورتیں سرادھ میں پہن سکتی ہیں۔

نجس اور بری خوراکیں

حرام جانور اور حرام کھانوں کے اقسام: اول گائے، گھوڑا، مرغ، مرغی، طوطا، مینا، کبوتر، الّو، کرگس، چھپکلی، سارس، پپیہا، مرغابی، میڈک، سانپ، نبول، اور وہ جانور جن کی انگلیاں جٹی ہوئی ہوتی ہیں، جیسے بط، اور پانچ قسم کی مچھلیاں اور جانوران گوشت خوار، اور ہاتھی، اونٹھ، گینڈا، بندر اور سب طرح کی حشرات الارض اور کیڑے، اور وہ جس کا کھانا مستی پیدا کرے۔ اور اونٹھ، اور گھوڑی کا دودھ، اور ان کا دودھ جن کے سم شگافتہ نہو، اور دودھ نوزائیدہ گائے کا دس دنوں تک، اور اس گائے کا جس کا بچہ مر گیا ہو دوسرے جنّے تک، اور لہسن اور پیاز اور وہ غلہ جو نجس زمین میں پیدا ہو، یا زن حائضہ کا چھوا ہو، یا فاحشہ یا بیمار یا چور کے گھر کا غلہ، آدمیوں کے پاؤں کا روندا ہوا، یا صیقل گر، لُہار، سنار، دھوبی، جلاہا، چمڑے بنانے والا، ناچنے والا، ہتھیار فروخت کرنے والا، سگ بان، دائم الخمر، طبیب، جراح، چڑیمار، خواجہ سرا، نامرد، اِن سب کے گھر کا پکّا ہوا کھانا ناجائز ہے اور وہ کھانا جو دیوتا کی نذر کے لئے پکایا ہو، اور ماتم زدہ کا جھوٹھا، اور ناپاک عورت کا کھانا، پنیر اور وہ کھانا جو باسی ہو کر ترش ہو جائے، اور وہ کھانا جس میں بال یا کپڑا نکل آئے، اور وہ کھانا جو بغیر پانچ باتیں عمل میں لائے کھایا جائے (وہ پانچ باتیں مذکور ہوں گی) مذکورۂ بالا کھانا ناجائز بتایا گیا ہے۔

کھانا پکانے کے اور کھانے کے آداب:

کھانا پکانے کے پہلے ہر دفعہ زمین اور دیوار کے حصۂ زیریں کو گوبر سے لیپے اگر میدان وغیرہ میں ہو تو اتنی جگہ لیپے کہ چولھا اور سب برتن فراغت سے رکھے جائیں پکانے والے کے سوا کوئی اس کے اندر نہ جائے، پکانے والا صرف ایک دھوتی پہن لے اور کونے سے دھوتی کے سر کو ڈھانک لے اگر اس بیچ میں کوئی کاغذ کا ٹکڑا یا بغیر دھوا ہوا کپڑا چھو کر زمین پر گرے تو وہ کھانا بیکار ہو جاتا ہے، لائق کھانے کے نہیں رہتا نئے سرے سے نہائے اور زمین کو لیپے اور کھانے کا مسالا بدل دے۔ پکانے والی

یا تو گھر کی عورت ہو یا برہمن یا خود کھانے والا یا کوئی اس کا عزیز۔ کھانا پکانے کی جگہ لیپی ہوئی ہو بغیر فرش کے اس پر بیٹھیں ہاں پیڑھی یا چوکی تختہ کا مضائقہ نہیں ہے کھانے والا صرف دھوتی پہنے ہو۔ کھانے کے پہلے پانچ کام کو مقدم کرے۔ تھوڑی سی بید پڑھ لے، مردہ بزرگوں کے نام پر پانی چھڑکے، کھانے میں سے کچھ مورتی (بت) کے سامنے پیش کرے، دیوتاؤں کے نام پر کچھ کھانا زمین پر ڈال دے، کچھ کھانا فقیر کو دے۔

کھانے کے پہلے چھوٹے بچوں کو بھی دے، پھر عزیزان قریب کو، تب خود کھائے۔ ایک رکابی میں دو شخص نہ کھائیں۔ پکانے والے کے سوا کوئی دوسرا شخص کھانا وہاں نہ لائے۔ اگر اتفاقاً رستہ میں کسی دوسرے کا ہاتھ لگ جائے تو وہ کھانا الگ کر دے پھر نئے سرے سے غسل کرے، تب دوسرا کھانا نکال کر لائے، اگر لانے والی عورت ہو تو غسل کے عوض اپنا ہاتھ اور پاؤں دھو کر پھر لائے، پکانے والا سب کے بعد کھائے۔ پانی پینے کا ظرف بھی سب کا الگ الگ ہونا چاہیے۔ (ناظرین کسی موقع پر واقعات تاریخ ہذا میں مسلمانوں کے ضوابط دسترخوان جو سنہ ۵۷ء غدر کے پہلے میں نے معائنہ کئے ہیں، درج کروں گا۔ میری غرض اس سے مقابلہ کرنا نہیں ہے بلکہ یہ دکھانا ہے کہ جب کوئی قوم زندہ ہوتی ہے تو اس کے ہر کام جچے تلے ہوا کرتے ہیں)۔

ہمیشہ ہنود درختوں کے پتے جوڑ کر بجائے برتن کے استعمال کرتے ہیں اور طلائی و نقرئی اور پیتل اور کانسے کے برتن بھی پاک ہیں، اور استعمال کرتے ہیں، تانبے اور مٹی اور پتھر کے ظرف میں نہیں کھاتے۔ ٹوٹے یا بال پڑے ہوئے برتن سے بھی پرہیز کرتے ہیں، پیپل برگد اور ڈھاک کے پتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

بَرت (روزہ):

برت بہت طرح کے رکھے جاتے ہیں، سب کا بیان اور تفصیل تو ناممکن ہے مگر چند برت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ **ایک برت** یہ ہے کہ ایک رات دن کچھ کھائیں نہ کچھ پئیں۔ اور ایسے برت کو سال بھر میں ۲۹ دن فرض جانتے ہیں، دو ہر مہینے کی اکادسی میں اور شیورات کے دن اور بیساکھ میں بروز تولد نرسنگھ کے اور پھر اسی بیساکھ میں بروز تولد پرسرام کے اور پھر چیت میں بروز تولد رام جی کے اور بھادوں میں بروز ولادت کرشن جی کے۔

بعض لوگ اس میں غلہ سے پرہیز کرتے ہیں، پھل میوہ کھاتے ہیں۔

تیسری قسم برت کی، بجز پانی پینے اور پھل کے اور چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ دن رات میں صرف ایک ہی دفعہ کھانا پانی کھا پی لیتے ہیں۔

پانچویں قسم چاندرات سے پندرہ دن تک، اسی طرح پندرھویں سے چاندرات تک، پہلے دن رات میں صرف ایک ہی لقمہ کھاتے دوسرے دن دو تیسرے دن تین، اسی طرح پندرھویں تک بڑھاتے جاتے۔ پھر ایک ایک لقمہ کھاتے جاتے ہیں، ہر لقمہ مور کے انڈے برابر ہونا چاہیے، دن میں تین دفعہ غسل کرنا صبح دوپہر شام۔

ایک قسم برت کی یہ ہے کہ بارہ دنوں تک نہ کچھ کھائے نہ پئے۔

اقسام سخت گناہوں کے:

چار گناہ ذیل کے ایسے ہیں جو کسی طرح بخشے نہیں جا سکتے اور نہ تدارک ان کا ممکن ہے۔ برہمن کو قتل کر دینا، اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا، شراب پینا، برہمن اور کھتری کا دس ماشیہ کے مقدار سے زیادہ سونا چرانا۔

بارہ اقسام بدترین اخلاق کے:

اول کرودھ کسی شخص کا اپنے غصہ کے اختیار میں چلا جانا، دوم لُوبھ خواہش وطمع جاہ وجلال اور شان شوکت حاصل کرنے کی۔ سوم لُویَکھ (بہ ضمہ لام وسکون واوَ وفتحہ تحتانی وہائے خفی) خلق کی بد خواہی۔ چہارم راگ، محبت ظاہری لذتوں کی۔ پنجم مان خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا۔ ششم موہ بیدانش خود بتا۔ ہفتم بدمستی (اپنے مال، جوانی، سرداری ودانائی کی)۔ ہشتم شوک مال یا آبرو یا ناموس یا دوستوں کی جدائی سے بے حد مغموم ہونا۔ نہم متّو (بفتح میم وتشدید وخمہ تائے فوقانی وفتحہ واوَ)۔ دنیا کی چیزوں کو اپنی ملک سمجھے رہنا۔ دہم آہنکار (بہ فتحہ ہمزہ وہاونون خفی وکاف والف وسکون را) خود بینی وخودنمائی۔ یازدہم بھَے (بہ فتحہ بامع الہاوسکون یائے تحتانی) خدا کے سوا اور سے ڈرنا۔ دوازہم ہرکھ (بہ فتحہ ہائے ہوز وسکون رائے مہملہ وفتحہ کاف وہائے خفی) اپنی بھلائی اور دشمن کی بُرائی سے مسرور ہونا۔

جن گناہوں کا بمشکل تمام چارہ ہوسکتا ہے وہ ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

اپنا حسب ونسب جھوٹ بتانا، کسی کی شکایت بادشاہ سے کرنا، اور چغلی کھانا، استاد کو جھوٹھا بنانا

(اگرچہ استاد ایسا ہو بھی)۔

ایسے گناہ جو بعضوں کے نزدیک تدارک پذیر نہیں ہیں

برہمن کو قتل کر دینا (جیسا کہ اوپر بھی مذکور ہوا ہے اسی کے قریب قریب ہے)، زنا کرنا اپنی بہن اور کنواری عورت اور بھنگی اور چمڑا بنانے والے اور رنگریز اور مچھوا اور دوستوں کی عورت اور اور فرزند کی بی بی سے۔ بید مقدس کو پڑھ کر بھول جانا، مطالعہ اس کا چھوڑ دینا، جھوٹ گواہی دینا، کسی قرابت مند کو مار ڈالنا، حرام کا مال کھانا، یہ سب گناہ بھی عظیم ہیں۔ امانت میں خیانت کرنا، آدمی یا گھوڑے یا چاندی کا چرا لینا، یہ چاروں گناہ عظیم ہیں۔

گناہوں کے باقی اقسام:

عام طور پر زنا کرنا، سوائے مذکورہ بالا چیزوں کے اور چیزیں چرانا، کھتری یا ویس یا سدر کی عورت کو مار ڈالنا، جادو کرنا، لوگوں کو بے فائدہ ایذا دینا، دلاّلہ یعنی کٹناپن کرنا، حرام کاری کے لئے عورت کو پہونچانا، مشاطہ گری کرنا، بدکار رنڈیوں کا شعار اختیار کرنا اور اسی کو ذریعہ معاش کر لینا، ماں باپ اور اپنے استاد سے بے خبر ہو بیٹھنا اور ان کی پرورش و آسائش کا خیال نہ کرنا، دو روئی و غیبت کرنا، برہمن کو ستانا، مذکورہ بالا گناہ درجہ دوم کے ہیں۔

☆☆☆

ہندوؤں کے شادی بیاہ

شادی کے مراسم:

ہندو باا ینکہ چار برن اور ہر برن میں بے شمار الگ الگ گروہ ہیں، مثلا برہمن تو کتنے ہی اقسام پر یہ لوگ منقسم ہیں یا کھتری تو بے شمار قسمیں ان کی ہیں، یا ویس تو اس میں بھی بے گنتی شاخیں ہیں، اسی طرح سدر کی بھی حالت ہے، اور پھر شاخ در شاخ ہو گئے ہیں۔ ممکن نہیں کہ بیٹی یا بیٹے کو کسی غیر شاخ میں بیاہ دیں یا مثلاً وہی قسم ہو، مگر چاہئے کہ جس شاخ میں وہ خود ہیں اُسی میں پیوند کریں، ساتھ اس کے عزیز داری بھی نہ ہو کہ رشتہ میں لڑ کا لڑ کی آپس میں قرابت رکھتے ہیں، اس کی سخت تاکید ہے۔ پھر اس شاخ میں جب کسی کا نام ونشان معلوم ہوا تو بیٹی یا بیٹے والا پیغام دیتا ہے اور دونوں کے جنم پتر (جو پہلے ہی سے لکھے رہتے ہیں اور از روئے علم جوتش کے بعد ولادت پنڈت اس کو مرتب کر دیتے ہیں کہ یہ مولود کس ساعت اور کس پل اور کس ستارہ کے زمانہ میں پیدا ہوا ہے اور آئندہ اس پر کیا کیا وقوع ہوں گے، اور طرف ثانی کے جنم پتر سے اس کا جنم پتر موافق ہے یا نہیں۔ یوں نسبت منعقد ہو جاتی ہے اس پابندی کے سبب سے عورت کی اگر عمر کو مرد کی عمر سے تفاوت بھی ہو تو چنداں لحاظ نہیں کرتے، زیادہ سے زیادہ لڑکی کی عمر آٹھ برس اور لڑکے کی بارہ برس سے بڑھنے نہ پائے۔ پابندی رسم کے لحاظ سے بعض دفعہ یہ بھی ہو جاتا ہے کہ مرد نوے برس کا پیر فانی ہے اور لڑکی آٹھ نو برس کی شادی ہو جاتی ہے، چند دن بعد وہ بیوہ ہو کر یہ بھی نہیں جانتی ہے کہ شادی سے کیا غرض ہے، شادی کے قبل بجز مشاطہ یا برہمن کے دکھانے کی رسم نہیں ہے۔ بیٹی کو زیادہ گھر میں بیٹھائے رکھنا گناہ عظیم جانتے ہیں۔ بیٹی کے سسرال سے یہاں تک شرم ولحاظ کیا جاتا ہے کہ اس گھر کا کھانا اور پانی تو درکنار ہے اس بستی کے کنویں کا پانی تک نہیں پیتے۔ جب تک بڑے بھائی کی شادی نہ ہو جائے چھوٹے کو شادی روا نہیں ہے۔ شاستر کے ترجمہ میں تو راقم نے خود پڑھا ہے کہ مرد پچاس برس کی عمر کے بعد اپنی شادی نہ کرے، مگر بیشتر برخلاف دیکھا جاتا ہے۔ چاہے کیسی ہی نا اتفاقی ہو جائے مگر طلاق یا خلع ممکن نہیں ہے، ہاں اگر عورت کی بدکاری

ثابت ہو جائے تو خود بخود طلاق ہو جاتا ہے ایسی حالت میں اگر مرد زوجہ کو مار بھی ڈالے تو قصاص نہیں ہے۔

راجہ کے علاوہ کسی دوسرے کو بی بی رہنے کی حالت میں دوسری بی بی کرنا نہ چاہیے:

پنڈت کالی چرن راقم کے استاد شاستر کا ایک اشلوگ پڑھا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہیں کہ راجا کے علاوہ کسی کو ایک بی بی سے زیادہ اس بی بی کی زندگی میں شادی کرنا جائز نہیں، ہاں بانج یا بیمار یا کوئی ایسی ہی وجہ ہو تو البتہ۔ عورتیں اپنے شوہر کی عاشق زار ہوا کرتی ہیں، شوہر چاہے کیسا ہی ہو، دل سے اس کی خدمت اور سیوا کرتی ہیں۔ (میں نے ضمیمہ دیوان میں کسی قدر صراحت سے اس سچی محبت کا حال درج کر دیا ہے)۔

شادی کی رسمیں:

اب مختصر سے شادی کے رسومات لکھے جاتے ہیں۔ شادی کے قبل کسی مقرر شدہ تاریخ میں پانچ چھ تازہ چھپر (بانس) اور تازہ نہ ہو تو پختہ مگر سرے پر ہری پتیاں شاخ سمیت کھونس دیتے اور طرفین کے صحن خانہ میں گاڑ دیتے ہیں، یہ علامت اس گھر میں بیاہ کی ہے اس کے نیچے شامیانہ کھڑا کر دیتے اور جملہ رسوم یہیں ادا ہوتے ہیں۔ برات جب قریب پہونچتی ہے تو بیٹی کا باپ یا بھائی یا کوئی عزیز پیشوائی کر کے داماد کو لے آتے ہیں، باپ اگر نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو بھائی وہ بھی نہ ہو تو قرابت داروں میں سے کوئی، وہ بھی نہ ہو تو خود لڑکی کی ماں اسی تقریب کی انجمن میں ایسی آواز سے کہ لوگ سنیں یوں کہے کہ ہم نے فلاں دختر کو فلاں کے حوالہ کر دیا اور دے دیا، اور داماد بھی اسی جلسہ میں ایجاب کر لے، پھر جو جو اشلوگ اور مذہبی چیزیں ہیں برہمن پڑھنے لگتا ہے اور ہوم کرتا یعنی خوشبو جلاتا جاتا ہے۔ اس صحبت میں دلھن والے دولھا دلھن کے پاؤں دھلاتے اور دونوں کے ماتھے پر ٹیکا لگاتے ہیں۔ تین برتن میں چاول اور دہی شہد بید کے معین اشلوگ اس پر دم کر کے دولھا دلھن کو کھلایا جاتا ہے، پھر دلھن خلوت گاہ میں لا کر سنواری جاتی ہے دولھا دلھن کے بیچ میں ایک پردہ کھینچ دیا جاتا ہے پھر باپ دلھن کا دونوں کے بازو پکڑ کر رخ پورب طرف پھیر دیتا ہے اور برہمن معین اشلوگ پڑھتے اور دولھا دلھن کی ہتھیلی پر تھوڑے چاول اور پانچ پانچ سپیاریاں(۱) حاشیہ: (سپاریاں) رکھتے ہیں اور دونوں ان چاولوں اور سپیاریوں کو ایک دوسرے پر تصدق کرتے ہیں پھر برہمن دونوں ہاتھ دلھن دولھا کے ہاتھ میں پکڑا کر اشلوگ پڑھنے لگتا ہے پھر مرد کے دونوں ہاتھ عورت کے دونوں ہاتھوں میں پکڑا کر اشلوگ پڑھتا ہے۔

پھر کچے دھاگے سے دونوں کو باندھ دیتا ہے اور دلھن کا باپ بیٹی کا ہاتھ داماد کے ہاتھ میں پکڑا دیتا ہے اور اپنی زبان میں یہ کہتا ہے کہ تم دونوں میں ہمیشہ یہ تین باتیں قائم رہیں، نیکوکاری، میل ملاپ اور آسودہ زندگی۔ پھر آگ روشن کر کے دونوں سات مرتبہ اس کے گرد گھومتے ہیں اس کے بعد رسم نکاح اور عقد طے ہوجاتا ہے۔ اس رسم کے ادا ہونے پر پھر ممکن نہیں کہ ایک دوسرے سے علحدگی ہوسکے، ہندوؤں کے یہاں مَہر کا بھی رسم نہیں ہے۔

موت میں جو رسوم برتے جاتے ہیں:

شادی و غم چونکہ توام ہیں، اس لئے بعد بیان شادی کے راقم بھی اُن رسومات کو بیان کرتا ہے جو موت کے قریب یا بعد ادا کئے جاتے ہیں۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ بیمار کا دم واپسیں ہے تو چار پائی سے زمین پر اتار دینا لازم ہے، مرد کا سر مونڈ دینا چاہیے، عورت اگر شوہر والی نہو تو اس کا بھی۔ پھر غسل دینا چاہیے۔ برہمن اشلوگ پڑھتا جائے گا، خیرات دی جائے گی، گوبر سے زمین کو لیپ کر اس پر سبز گھانس بچھا کر مردہ کو اس پر لٹا دیا جائے گا۔ سر کو اتر طرف پاؤں کو دکن طرف منہ آسمان کی طرف رکھیں گے۔ اگر دریا یا تالاب نزدیک ہے تو لے جا کر پانی میں ناف تک اس کو بٹھا دیں گے جب قریب بالکل سرد ہوجانے کے ہوگا تو منہ میں گنگا جل، سونا، یاقوت، ہیرا اور موتی ڈال دیں گے، اور گائے دان کریں گے اور تلسی کا پتا سینہ پر رکھ دیں گے اور ایک خاص مٹی کا قشقہ ماتھے پر کھینچ دیں گے۔ جب بالکل دم نکل جائے گا تو چھوٹا بیٹا یا بھائی یا شاگرد سر اور داڑھی منڈا دیں گے اور بعض دسویں دن یہ رسم ادا کرتے ہیں۔ مرد کو ایک دھوتی پہنا کر چادر میں لپیٹ دیتے اور شوہر دار عورت کو زندگی کی طرح نفیس کپڑے زیور پہنا دیتے ہیں، پھر پانی کنارہ پہنچا کر لکڑیوں کا ڈھیر کر کے اس پر مردہ کو بٹھاتے اور گائے کا گھی اشلوگ پڑھ کر منہ میں مردہ کے ڈالتے اور آنکھ کان ناک میں ذرا ذرا سونا ڈال دیتے ہیں، بہتر یہی ہے کہ بیٹا آگ دے، ورنہ چھوٹا بھائی، ورنہ بڑا بھائی، صاحبان دولت کو صندل، عود، اگر وغیرہ کی لکڑی سے جلاتے ہیں۔

جنیو کا رسم:

کہتے ہیں جب انسان صاحب شعور ہوجائے تو چاہئے کہ جس برن میں ہو اس کی پیروی کرے۔ جنیو پہننے کو شناخت ہندو ہونے کی سمجھتے ہیں۔ برہمن کھتری ویس جب تک جنیو نہیں پہنتے ہیں

تب تک گویا اُن میں شائستگی نہیں یا شائستہ نہیں سمجھے جاتے۔ برہمن کو آٹھ برس کی عمر سے سولہ برس تک کی عمر تک اور کھتری کو گیارہ برس سے بائیس برس تک ویس کو بارہ برس سے چوبیس برس کی عمر تک جنیو پہن لینا چاہیے۔ سُدر کو جنیو پہنا روا نہیں ہے، جب سے جنیو پہنتا ہے تب سے گویا دین کے احاطہ میں آتا ہے، برہمن اپنے باپ یا استاد اور کھتری و ویس برہمن کے ہاتھ سے پہنتے ہیں۔

قضائے حاجت کے وقت داہنے کان میں لٹکا لیتے ہیں۔

طہارت بعد قضائے حاجت:

طہارت کے وقت دن کو جانب شمال رات کو جانب جنوب منہ کر کے طہارت شروع کرتے ہیں پہلے تین دفعہ اس مقام کو مٹی مل مل کر ہر دفعہ پانی سے دھوتے جاتے ہیں، پھر دو دفعہ اسی طرح بائیں ہاتھ کو دھونا چاہیے پھر سات دفعہ دونوں ہاتھوں کو اور اسی طریقہ سے پاؤں کو بھی دھونا لازم ہے اور پیشاب کے بعد ایک دفعہ پھر کسی اچھی جگہ اکڑوں بیٹھ کر تین چلو پانی پی لے، پھر بارہ انگل کی مسواک سے دانت ملے، ہر روز مسواک تازہ ہو، یہ سب عملیات بعد جنیو کے کرتے ہیں۔

ہندوؤں کے لزومات/ اشنان کے آداب:

ہندوؤں کے لئے لازم ہے کہ لنگوٹی پہنے، اس پر دھوتی باندھے اور ایک پاٹ چادر کاندھے پر ڈالے، اور ٹوپی سر پر پہنے۔ قبل طلوع آفتاب غسل کرے۔ جنیو اور مونج کا کمر بند اور لنگوٹی ساتھ رہے پانی پہلے داہنے ہاتھ میں اٹھائے اور دھیان کرے کہ جو کچھ مجھ سے بری باتیں عمل میں آتی ہیں، دور ہو جائیں پھر اس پانی کو ہاتھ سے گرا دے اور غسل کی نیت کرے پہلے بدن پر مٹی ملے اگر دریا ہو تو تین غوطے لگائے، دریا نہ ہو تو تین بار سارے بدن کو دھوئے اور ہاتھوں سے ہر مرتبہ بدن کو ملتا جائے، پھر خدا کا نام لے اور تین دفعہ چلو میں لے لیکر تھوڑا پانی پیئے۔ اشلوگ مقررہ پڑھتا جائے، اور آخیر غسل تک تھوڑا تھوڑا پانی سر پر ڈالتا جائے اس کے بعد دو انگلیوں سے ناک کو بند کرے اور منہ کو پانی میں جھکا دے پھر کچھ پڑھے اور تین دفعہ پانی میں غوطہ لگائے، یا پانی بدن پر ڈالے، اور دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے سات بار ماتھے اور سینہ اور کندھوں پر پانی پہونچائے، پھر دونوں چلو میں پانی لے لیکر آٹھ دفعہ آفتاب کی طرف گرائے اور خاص خاص اشلوگ بید کا پڑھتا جائے پھر تھوڑا پانی پیئے غسل تمام کر کے بدن کو پوچھ ڈالے اور کپڑا پہن لے۔ اگر رام جی اوتار سے خاص توسّل ہے تو پیشانی کی چوڑان میں مٹی

لگائے، اور اگر کشن جی سے توسّل ہے تو بارہ جگہ قشقہ لگائے، پیشانی، سینہ، ناف، داہنے اور بائیں کندھوں، کانوں کی دونوں لویں، کمر اور بیچ سر اور حلق پر۔ یہ وہ مذہبی مراسم ہیں جو بعد جنیو کے تینوں برن کو لازم ہیں۔ اس کے بعد بید کی تعلیم برہمن کے لئے لازم اور سخت تاکید ہے اور علاوہ اس کے جتنے اعمال مذہبی ہیں سب کو عمل میں لائے۔

برہمن کے لئے آداب:

واضح رہے کہ کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا تاکیداً منع ہے۔ پَہر رات آنے پر برہمن کو چاہئے کہ زمین پر سر رکھے فرش کی جگہ کُوس کا بوریا ہرن کی یا شیر کی کھال کا بچھونا سونے کے لئے بہتر ہے۔ برہمن کو گوشت سے چاہے کسی کا ہو اور شہد اور پان اور خوشبو سے پرہیز لازم ہے۔ سر کے بال منڈا کر صرف چوٹی رکھ لے اور دوسری جگہ کے سب بال یوہیں چھوڑ دے۔ سُرمہ نہ دے تیل بھی نہ مَلے اور گانے ناچ اور قمار بازی سے پرہیز کرے، کسی جان دار کو نہ مارے اور نہ دکھ دے، عورت سے کچھ سروکار نہ رکھے، بجز استاد کے کسی کا جھوٹا نہ کھائے، اور جھوٹ اور طمع اور غصہ سے بہت پرہیز کرے۔ کسی کی برائی نہ کرے (اگرچہ سچ بھی ہو)، اور طلوع اور غروب کے وقت سورج کو نہ دیکھے، برہمن کو اٹھائیس برس تک عمر یوں ہی بسر کرنی چاہیے۔

پراتھنا یعنی (دعا کا مانگنا):

بڑے بڑے مہاتماؤں کا یہ اعتقاد ہے کہ دعا جس معنی میں عموماً بولی جاتی ہے یعنی گڑگڑا کر خدا سے کسی چیز کا طلب کرنا لاحاصل ہے اور اوقات ضائع کرنا ہے خدا نے قانون قدرت بنا دیا ہے کہ کسی کی عرض و معروض سے اپنے قانون کو نہیں توڑ سکتا۔ ہم دعا کے عوض کرم (اعمال) ویسے کرتے ہیں جیسا قانون قدرت کا مقتضا ہے۔ اس نے ہم سے زیادہ ہماری ضرورتوں کو سمجھ کر مناسب سامان کر دیا ہے یہ پھیلاوا ہماری دعا کا محتاج نہیں ہے۔ اس لئے دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ (راقم کہتا ہے کہ بات تو لگتی ہوئی اور خوش نما بھی ہے، مگر اس حالت میں اول تو خدا مجبور مطلق اور بے اختیار محض ہو جاتا ہے، مثل ریشم کے کیڑے کے کہ خود کُوا بنا کر اس میں مقیّد ہو جاتا ہے، اور پھر اس کو تو اتنا بھی اختیار ہے کہ اس کُوے کو کاٹ کر آزاد ہو جاتا اور نکل آتا ہے، مگر اس خدا کو اتنا بھی اختیار نہیں رہتا، بہت تعجب ہے۔ اتنا پھر سمجھ لینا چاہیے کہ فطرت کا خود تقاضا کیا ہے اور حالت اضطرار میں خود بخود انسان دعا کی طرف

کیوں رجوع کرتا ہے۔ قطع نظر اور باتوں کے یہ کتنی بڑی بات اور فائدہ ہے کہ دل کو ڈھارس ہوتی ہے، اور اس خالقِ برحق کی بڑائی اور قدرت کاملہ پر بھروسہ پیدا ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ)۔

☆☆☆

بیان کتاب گیتا

کتاب گیتا کی شان نزول/ پانڈووں کی پیدائش بذریعہ بیاس جی:

واضح ہو کہ آخر زمانہ دواپر میں ہندوستان کا راج پانڈووں اور کورووں کے ہاتھ میں تھا جب راج راجہ بچر برج پانڈووں کے دادا کے ہاتھ آیا تو سلطنت کر کے لاولد مر گیا مگر روحانی طریقہ اور بیاس جی کی برکت و کرامت کی بدولت تینوں رانیوں سے اولاد ہوئی۔ (اِن کی پیدائش کیوں کر ہوئی اور کیا کیا قدرتیں اِن کو حاصل ہیں اِس کا بیان خالی از تعجب نہیں، اس لئے کسی جگہ ضرور مذکور کروں گا)۔

راجہ کی تین رانیوں سے بذریعہ بیاس جی کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ پہلی رانی نے بوقت قرار حمل آنکھ کھول دی ایک نورانی پیکر دیکھ کر ڈریں، پھر آنکھ بند کر لی اس لئے اِن کے بطن سے لڑکا نابینا پیدا ہوا، اس کا نام دھرتراشٹ رکھا گیا، دوسری رانی کا بوقت حمل رنگ زرد ہو گیا تھا، اس لئے لڑکا زرد رنگ پیدا ہوا، جس کا نام پانڈر کھا گیا (پانڈ زرد کو کہتے ہیں)، تیسری دفعہ لونڈی سے بدر نام بیٹا اسی ترکیب سے پیدا ہوا۔

بڑا لڑکا دھرتراشٹ تو نابینا تھا اور بدر لونڈی سے تھا اس لئے پانڈ کو راج گدی ہوئی اس راجہ نے اپنی نیکی شجاعت عقل اور نظم اور نسق سے خلق اللہ کو خوش اور ملک کو وسعت کامل دی جب کبھی سیر و شکار یا سفر و سیاحت کو جاتا تو نابینا دھرتراشٹ اس کی نیابت میں کام کرتا تھا۔

راجہ دھرتراشٹ کی رانی کو حمل رہا تو بعوض لڑکے کے وہ ایک لوتھڑا سخت گوشت کا جنی، چاہا کہ اس کو کہیں پھکوا دے اتنے میں وہی بیاس جی ظاہر ہوئے اور کہا کہ رانی اس کو ضائع نہ کرو حفاظت سے رکھ چھوڑو، رانی نے اس گوشت کی سختی دیکھ کر اس پر ٹھنڈا پانی ڈالا تو اس گوشت کے ایک سو ٹکڑے ہو گئے وہ پیکر انسانی میں تھے ان کو تیل کی ٹھلیا میں رکھا دو برس میں اچھے خاصے لڑکے نظر آئے۔

سب سے بڑا درجودھن نام تھا باہر آتے ہی اِس کریہہ آواز سے گدھے کی طرح بھیانک صدا لگائی کہ جس جاندار کے کان میں وہ صدا پہونچی مردہ ہو گیا۔

راجہ پانڈ کا حال سنئے۔ وہ شکار کو گیا تھا جنگل میں ایک جوڑا ہرن کا دیکھا کہ نر و مادہ باہم ہیں، پانڈ نے ایک ایسا تیر مارا کہ دونوں کو زخم کاری لگا وہ مشرف بموت ہو گئے، وہ حقیقت میں ہرن نہ تھے بلکہ مرتاض فقیر اپنی بی بی سے باہم تھا فقیر نے عالم نزع میں بددعا کی کہ الٰہی جس نے میرے عیش میں خلل ڈالا اور مجکو ہلاک کیا وہ بھی اپنی بی بی کے پاس جب عیش منائے تو فوراً ہلاک ہو جائے۔ راجہ پانڈ نے جب معلوم کیا تو حواس جاتے رہے، یہ دعا تیر از کمان جستہ تھی، ناچار نزدیکی سے عورت کے سخت احتیاط کی، لاولد رہا تو اس نے مایوسانہ لہجہ میں بی بی سے کہا کہ ہمارے مذہب میں لاولد رہنا گناہ عظیم ہے اور ہم کو عورت سے اجتناب ہے کیا کیا جائے، یہ نہیں ہوسکتا کہ میں بے اولاد مر جاؤں، اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ میں عورت کے پاس جاؤں۔ آخر اس کی تدبیر کیا ہے۔ عفیفہ رانی یہ سن کر کانپ گئی اور کہا کہ میں اور کیا تدبیر بتاؤں، ایک تدبیر بزرگوں سے البتہ یہ سنی ہے کہ فلاں اشلوگ بہ نیت خالص و پاک تنہا کوٹھری میں جا کر عورت خود پڑھے تو روحانیات کی مدد سے خود بخود اس کو حمل رہ جاتا ہے۔

راجہ پانڈ راضی ہوئے، ایک کوٹھری میں بی بی کو لے گئے، اور خود باہر دروازہ کے پاسبانی کرنے لگے۔ خدا کی قدرت بی بی کو محسوس ہوا کہ میں ضرور حاملہ ہو گئی، خوش ہو کر باہر آئیں اور راجہ کو مژدہ دیا۔

چنانچہ جب دن پورے ہوئے تو بچہ پیدا ہوا، جڈشٹر نام رکھا گیا، پھر ارجن۔ تیسری دفعہ اسی تدبیر سے تیسرا حمل قرار پایا، بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام بھیم سین رکھا، چوتھی دفعہ اسی تدبیر سے دوسری رانی کو بھی دو بچے توام ہوئے دونوں کے نام شُکل اور سہہ دیو رکھے گئے۔

بڑا بیٹا جدشٹر نہایت خوبصورت شجاع صاحب فہم و فراست، بھیم سین زور و قوت میں، اور ارجن تیز اندازی میں بے نظیر تھا۔ ان کی کرامت نما توصیف بے حد بیان کی گئی ہے۔ پانچوں بھائی نہایت میل محبت سے رہتے اور جدشٹر کے سب مطیع تھے۔

بچے چھوٹے ہی تھے کہ باپ جنگل میں مر گئے۔ نابینا راجہ دھرتراسٹ کو یہ سن کر صدمہ عظیم ہوا، بھائی کی اولاد کی خبر سنی تو سب کو بلوالیا، پرورش اور تعلیم میں جی توڑ کر مشغول ہوا، ارکانِ دولت خصوص درجودھن یہی کہتا تھا کہ یہ لڑکے ہرگز راجہ پانڈ کے نہیں ہیں اور جیسا کہ اس فقیر خدا رسیدہ نے دعا کی تھی وہ جب عورت کے پاس جاتے، عابد کی دعا رائگاں نہیں جاسکتی، پھر یہ پانچ اولاد کیوں کر پیدا ہوئی۔ آسمان سے ایک مہیب صدا آئی جس سے عام و خاص سب پر ثابت ہو گیا کہ یہ لڑکے راجہ پانڈ

کے ہیں۔

بیاس دیو جی کی پیدائش:

قبل اس کے کہ ہم پانڈوؤں کا حال لکھیں مناسب یہ ہے کہ بیاس دیو جی کی پیدائش کا حال لکھ دیں۔ یہی بیاس دیو صاحبِ کرامت، صاحبِ علم و اوصاف بالاتر از انسان ہر طرح مانے گئے ہیں۔ یہی بیاس ہیں جنھوں نے برہما جی کے منہ سے نکلی ہوئی بید مقدس کی تدوین کر کے چار حصوں پر منقسم کیا یہی بیاس جی تھے جن کے ذریعہ سے (بنا بر روایت مشہور کے، جیسا کہ اوپر مذکور کیا گیا ہے) پانڈو وغیرہ پیدا ہوئے تھے، اور بیشمار اِن کی کرامتیں بیان ہوتی ہیں اور اب تک اِن کو زندہ مانا جاتا ہے۔

مچھودری کی پیدائش:

حقیقت یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک راجہ کسی جنگل میں شکار کو گیا ہوا تھا، اپنی رانی اِس کو یاد آ گئیں تو اس نے اپنا نطفہ پتّے میں رکھ باز کے حوالہ کیا کہ میری رانی کو پہونچا دے باز وہ پتّا چونچ میں لے اڑا راہ میں دوسرے باز نے سمجھا کہ یہ کوئی شکار منہ میں لئے جاتا ہے جھپٹا تو اس باز کی چونچ سے وہ پتّا دریا میں گر گیا، اور ایک مچھلی اس کو نگل گئی اور حاملہ ہو گئی لڑکا اور لڑکی بصورت انسان جنی۔ لڑکی کو ایک مچھوا گھر اٹھا لایا اور پرورش کی لڑکی نہایت صاحب جمال تھی جب بڑی ہوئی تو اتفاق سے اس پر نظر ایک نہایت مرتاض فقیر کی پڑ گئی، اور ان کو اس کی طرف میلان ہوا اور اپنا مدعا ظاہر کیا لڑکی نے کہا فقرا کی خدمت اور ان کے حکم کی تعمیل میں کیا عذر ہے، مگر دن کا وقت ہے اور چار طرف مجمع عام ہے سب کی نظر ادھر ہے آئندہ آپ مالک ہیں۔ وہ صاحب ریاضت فقیر اہل باطن و کرامت تھے، اِن کی کرامت سے ابر غلیظ سیاہ ظاہر ہوا، اسی پردہ میں وہ مچھودری سے باہم ہو گئے، فوراً اُس کو حمل رہا اور ساتھ وضع حمل ہو کر بیاس جی پیدا ہو کر فوراً چودہ برس کے اچھے خاصے نوجوان ہو کر ماں باپ کو سلام کیا اور جنگل کی راہ لی۔

پانڈوؤں کی تعلیم:

القصہ پانڈوؤں کو راجہ پانڈ کی اولاد سب نے مان لیا۔ بھیکم پتامہ نے (جو پانڈوؤں کے باپ کا چچا تھا) شروع ہی سے اِن کی تعلیم دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا پانچوں بھائی علی الخصوص بڑا جڈھشٹر ہر طرح کے علوم و فنون و قواعد ملک داری و اخلاق حسنہ میں سب سے ممتاز۔ مجھلا بھیم سین زور و قوت و شجاعت و جاہ و حشمت و رعب و داب میں برتر، اور ارجن ایسا قادر انداز نکلا کہ آسمان اس کے تیر و

کمان سے سینہ چرائے تھا۔ پانچوں بھائیوں کی آپس میں ایسی موافقت تھی کہ دوئی کا گزر نہ تھا، چاروں بھائی شیر وشکر اور جڈشٹر بڑے بھائی کے سب تابع فرماں پذیر اور باپ سے بڑھ کر اس کا حکم مانتے تھے۔ جتنے استاد فن ومعلم علوم تھے وہی اِن کے چچازاد بھائیوں جرجودھن وغیرہ کے (جن کو کورو کہا جاتا ہے) استاد تھے۔ پانڈوؤں کا نابینا چچا دھرتراشٹ بیحد پانڈوؤں کے ساتھ محبت وموانست رکھتا تھا۔

جرجودھن کے حرکات:

ایک تو پانڈووں کی خداداد قابلیت وقدرت دیکھ دیکھ کر جرجودھن آتش حسد ورشک میں جلا جاتا ہی تھا، باپ کا جو اس قدر التفات دیکھا تو اور بھی بھُن گیا۔ سب سے بڑھ کر بھیم سین کی طاقت و قدرت سے ہمیشہ خائف رہتا تھا، چند بار سوتے میں اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں ڈالا، چند دفعہ زہر ہلاہل دیا، مگر کوئی تدبیر بکار آمد نہ ہوئی، راجہ دھرتراشٹ نے حسن اور لیاقت دیکھ کر جڈھشٹر کو ولی عہد اور سلطنت میں دخیل کیا یہ دیکھ کر تو جرجودھن کو سخت غصہ آیا باپ کو پیغام دیا کہ تم نے مجکو سلطنت سے محروم کر کے جڈھشٹر کے ہاتھ میں سلطنت کی لگام دے دی، مگر مجھ سے ہرگز جڈھشٹر کی اطاعت عمل میں آہی نہیں سکتی، میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گا، راجہ دھرتراشٹ پریشان ہوا، آخر نصف ملک کی حکومت جرجودھن اور نصف کی جڈھشٹر کو دے کر اس کو دور ہٹا دیا۔ جرجودھن تو پانڈووں کی جان لینے کی تاک میں لگا ہی ہوا تھا۔ خفیہ طور پر اس شہر میں جہاں پانڈووں نے اپنی راج دھانی مقرر کی تھی ایک محل لاکھ گوند کا ایسا بنوا رکھا کہ اگر ذرا بھی اس کو آگ بتائی جائے تو بیک چشم زدن جل کر خاکستر ہوجائے۔ خلاصہ یہ کہ پانڈو اس گھر میں اترے مگر یہ سراغ لگ گیا کہ جرجودھن نے کیا تدبیر کی ہے، فوراً نقب کے رستہ سے نکل آئے اور جنگل کی راہ لی، اس گھر میں بعد کو آگ لگائی وہ گھر دم میں جل کر خاکستر ہوگیا جرجودھن سن کر خوش ہوا کہ پانڈووں کا خاتمہ کر دیا لیکن پانڈو تبدیل ہیئت کر کے ملکوں کی سیر وسیاحت کرتے پھرتے تھے۔

جب مکپلا شہر میں پہونچے تو سنا کہ آج راجہ دروپد کی لڑکی دروپدی کا سُومبر ہے، صورت اس کی یہ ہے کہ وہ جشن کی صحبت امتحان گاہ ہوا کرتی ہے، سیکڑوں راجہ جمع ہوتے ہیں، جو امتحان میں پورا ہوتا ہے، راجہ کی لڑکی کی شادی اسی سے کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی راجہ دروپد نے صحن میں ایک بڑا استون کھڑا کر کے طلائی مچھلی اس میں لٹکائی تھی نیچے روغن بھری دیگ رکھی تھی اور ایک نہایت ہی سخت کمان اور تیر رکھ دیا تھا جو شخص اس کمان کو چڑھا کر مچھلی کو نشانہ بنا کر دیگ میں گرادے دروپدی کا بیاہ اسی سے ہو۔

القصہ یہ پانچوں پانڈ تماشائیوں میں جا کھڑے ہوئے، جب سب راجہ کمان کھینچے مچھلی کو نشانہ بنا کر گرا دینے سے عاجز ہوئے تو ارجن آگے بڑھا اور کمان چڑھا کر مچھلی کو دیگ میں گرا دیا، ایک غل ہوا۔ غرض دروپدی کی شادی پانچوں پانڈوں سے ہوگئی۔ پچھتر پچھتر دن ایک ایک بھائی کی زوجیت میں رہنا قرار دیا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر شہر ہستناپور تخت گاہ راجہ دھر راشٹ میں پہونچی کہ پانڈو ہلاک نہیں ہوئے، بلکہ رانی دروپدی کو بیاہا ہے۔ جر جودھن نے باپ سے کہہ سن کر پانڈوں کو بلوالیا اور باہم اخلاص و محبت سے رہنے کا معاہدہ کیا۔ کنارۂ دریائے جمنا شہر اندرپت میں پانڈو رہتے اور نظم و نسق ملک میں مصروف ہوئے، باوجود اس رقابت کے کہ رانی دروپدی باری باری سے ہر بھائی کی زوجہ تھی مگر تو بھی اتفاق و اخلاص میں ذرا فرق نہ آیا۔ یہ سب باتیں اور دولت وجاہ و ثروت پانڈوؤں کی دیکھ کر اس دفعہ اور بھی بیحد حسد سے جل گئے، نئی اٹھان کی جُوا کھیلنے کی ٹھہرائی۔ پانسے جعلی بنوائے اور پانڈوؤں کو جوا کھیلنے پر لگایا پانسے جعلی تھے تقدیر نے پانڈوؤں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی سارا ملک مال خزانہ وغیرہ جتنا تھا سب ہار بیٹھے آخر رانی دروپدی کو بھی ہار چکے تو جر جودھن کا بھائی وساسن نام نے چاہا کہ رانی دروپدی کو کشاں کشاں مجمع عام میں لائے، اور بے ستر کرے، مگر اس کی عصمت نے لوگوں کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھ دی کہ کسی کو کچھ نظر نہ آیا۔ جر جودھن کا تو دل بڑھا ہوا اور پانسا جعلی تھا۔ آخر میں یہ شرط لگائی کہ اگر اب کے پانڈوؤں کی جیت ہو جائے تو جو کچھ وہ ہار گئے ہیں سب واپس کیا جائے اور اگر اب کے بھی ہاریں تو بارہ برس تک جنگل و صحرا میں بود و باش کریں، مگر شرط یہ ہے کہ اس بارہ برس میں وہ ایسے مفقود الخبر رہیں کہ کوئی ان کو نہ دیکھے ورنہ پھر بارہ برس بن میں رہنا پڑے گا۔ جب یہ شرط پوری کر چکیں تب پھر ملک و مال پر قابض ہوں۔ اس دفعہ بھی پانڈوں کی ہار ہوئی یہ پانچوں مع رانی دروپدی کے جنگل کو راہی ہوئے، اور بارہ برس اس طرح گزار دئے کہ کسی کو ان کی خبر تک نہ ملی، جب بارہ برس پورے ہوگئے تو تیرھویں برس شہر بیراٹھ میں پہونچ کر تبدیل نام کرکے راجہ بیراٹھ کے ملازم ہوگئے۔

جب تیرہ برس گزر گئے تو ظاہر ہو کر کھلے خزانے جر جودھن کو پیغام دیا کہ میرا ملک و مال میرے حوالے کرے، جر جودھن نے پہلے تو اسی سے انکار کیا کہ یہ لوگ پانڈو ہیں، مگر جب کچھ نہ بن پڑا تو آمادہ بجنگ ہوگیا، مختصر یہ ہے کہ ہندستان بھر کے راجہ مع فوج نصف ادھر نصف اُدھر بمقام تھانیسر میدان کُرکھیت میں جمع ہوئے، اِسی جنگ کو مہا بھارت کہتے ہیں، فوجوں کے جماؤ کا حال اسی سے ظاہر ہے کہ مقتولوں کے جنیو جو تولے گئے تو نوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو نوے من تول میں ٹھہرے۔

جنگ مہابھارت:

غرض جب میدان جنگ میں دونوں حریف صفیں باندھ کر مستعد پیکار کھڑے ہو گئے اور لڑائی کا سنکھ پھونکا گیا تو ارجن نے اپنے رتھ بان سے کہا کہ میری رتھ کو آگے بڑھا تا کہ میں دیکھوں کہ مجھ سے کون کون لڑنے آیا ہے۔ جب رتھ (جس میں سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے) آگے بڑھائی گئی اور ارجن کی نظر اپنے چچازاد بھائیوں اور عزیزوں اور استادوں پر پڑی تو دل میں اس قدر رقت و محبت کا جوش پیدا ہوا کہ کمان ہاتھ سے گر گئی اور کہنے لگا کہ میں ہرگز اپنے ان عزیزوں سے نہ لڑوں گا، اگر اِن کو قتل کر کے دنیا بھر کی سلطنت میرے ہاتھ آئی تو کس کام کی۔ جب یہ مقتول مجکو یاد آئیں گے، عیش تلخ ہو جائے گا، اور پھر جتنی بیوائیں ہو جائیں گی، اور وہ مبتلائے فسق و فجور ہوں گی یا بچے یتیم ہوں گے تو اس کا پاپ کس پر پڑے گا۔ یہ سب سوچ کر اس نے کہا میں راضی ہوں کہ یہ سب مجکو آ کر قتل کر دیں مگر میں کسی پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا، اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔

کرشن دیوتا کا نزول:

یہ حالت دیکھ کر سری کرشن جی اوتار (جن کا حال اوپر مذکور ہوا) ارجن پر ظاہر ہوئے اور ارجن کو سمجھایا کہ یہ کیسی نامردی ہے۔ اے ارجن فوراً آمادۂ جنگ ہو جا، غرض دونوں سے گفتگو شروع ہوئی، سری کرشن جی نے مذہبی فلسفی اخلاقی دلیلوں کو پیش کیا اور آخر میں مجبور کر کے ارجن کو جنگ پر آمادہ کر دیا انھیں مَقولات کی جو کتاب بنائی ہے اس کا نام گیتا ہے، جو کئی زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہے، اور اس کی پچاسوں شرحیں ہیں اس کے اور رامائن کے پڑھنے کو ثواب عظیم بتاتے ہیں۔

روح نہ مارے سے مرتی، نہ جلانے سے جلتی، کاٹنے سے کٹتی، نہ ڈبونے سے ڈوبتی ہے:

لبّ لباب کتاب گیتا کا اول یہ ہے کہ اس پر یقین دلوایا گیا ہے کہ روح ایک ایسی چیز ہے جو نہ مارے سے مرتی ہے، نہ کاٹے سے کٹتی، نہ جلانے سے جلتی ہے، نہ ڈبونے سے ڈوبتی ہے۔ غرض وہ کسی طرح معدوم نہیں ہو سکتی، اور جیسے اس شخص کے اعمال ہیں ویسے جسم میں داخل ہو کر پھر دنیا میں آتی ہے، اور یہی سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اس پر جب کسی کو یہ یقین ہو جائے کہ فلاں کام کرنے سے میں پھر اس سے بہتر حالت میں پیدا ہوں گا تو اس ظاہری موت سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ (اگر چہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے) روح کی اس طرح کی بقا پر کوئی فلسفیانہ ایسی دلیل نہیں بیان کی ہے کہ مُسکِت ہو، البتہ اعتقاد کر لینے والوں کے لئے کافی ہے)۔

دوسری تعلیم یہ ہے جس کا خلاصہ اہل اسلام میں ’’دل بہ یار دوست بکار‘‘ ہے، بمعنی جتنے فرائض ہوں زندگی میں نیک نیتی سے برابر ادا کرتا رہے، اور شہوات وخواہشات نفسانی سے ہمیشہ الگ رہے تا کہ آئندہ جنم میں اس کا پھل ملے۔ کرشن جی نے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ جنگ ہر طرح جائز ہے، اس سے روگردانی نہ چاہیے آخر ارجن نے مان لیا اور یہ مشہور جنگ عظیم ہو کر طرفین کے سب قتل ہو گئے صرف پانچ بھائی پانڈو اور دو اور زندہ بچ گئے۔

گیتا کے اٹھارہ ادھیا:

واضح ہو کہ کتاب گیتا مشتمل ہے اٹھارہ ادھیا پر (اڈّھیا کو مثل فصل وباب کے جاننا چاہیے) ہر ادھیا میں ایک ایک بات کا بیان ہے۔ سات آٹھ ادھیا تک میں تو گویا قصہ کا مقدمہ ہے، جب ارجن نے میدان جنگ میں اپنا طرف مقابل اپنے عزیزوں اور استادوں اور استادزادوں کو دیکھا تو انتہا سے زیادہ محبت کا جوش ہوا، اور پورا قصد کر لیا کہ چاہے یہ لوگ آ کر مجکو قتل کر دیں، مگر میں ان پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ اس وقت کرشن جی بھگوان، جن کا ذکر اوتاروں میں ہوا، ظاہر ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خود لڑنے والوں میں تھے، ارجن کو سمجھانا شروع کیا۔ لب لباب ان کے بیان کا یہ ہے کہ تم جو یہ سمجھ رہے ہو کہ انسان جو مر جاتا یا قتل کر دیا جاتا ہے تو فنا ہو جاتا ہے، ایسا ہرگز خیال نہ کرو، روح وہ چیز ہے کہ نہ کاٹنے سے کٹتی ہے، نہ جلانے سے جلتی ہے، نہ ڈبو دینے سے ڈوبتی ہے، وہ کسی حالت میں معدوم ومتاثر ہو ہی نہیں سکتی، اور پھر جسم دھارن کر لیتی ہے۔ گویا تبدیل لباس وتبدیل مکان کرتی ہے۔

نو شخص طویل العمر:

واضح رہے کہ صاحبان ہنود نو شخصوں کو (مثل خضر کے) ہمیشہ زندہ جانتے ہیں، لومس (بہ ضمۂ لام وسکون واؤ وفتحہ میم وسکون سین)، دوسرے مارکنڈی (میم الف وفتحہ راو کاف ونون خفی وکسرِ مجہول ذال ہندی وسکون یائے تحتانی)، بیَاس، اشتھاماں (بہ فتحہ ہمزہ وضمہ شین مشدّد وفتحہ تائے فوقانی وہائے خفی والف ومیم والف ونون)، بلی (بفتح با وکسرۂ لام) بنونت (بفتح با وسکون نون وفتح واؤ ونون خفی وتائے فوقانی)، بھبھیکھن (بہ کسرۂ دو ہائے ہندی وسکون یائے تحتانی وفتحہ کاف وہائے خفی وسکون نون) ِکرپا چارج (بہ کسرۂ کاف وسکون را وبائے فارسی والف وجیم فارسی والف وفتح را وسکون جیم) پرسرام (بہ فتح بائے فارسی وسکون را وفتح سین ورا والف ومیم) ان نو بزرگوں کے عجیب وغریب حکایات نقل کئے ہیں جن کے سامنے داستان امیر حمزہ گرد ہے۔

بید کے چاروں حصے:

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جب خلقت بہت بڑھی، اور قوت و دولت سب میں اضافہ ہوتا گیا، تو ان میں کے جو جو عقلا تھے انہوں نے سوچا کہ تمدن کے لئے لامحالہ ایسے قواعد سے کام لینا ضرور ہے کہ جن کو سب مان لیں۔ اس کی صورت بجز اس کے نہیں کہ عدم قبول قواعد میں کسی قسم کا جب تک خوف نہ دلوایا جائے تب تک پورا پورا اثر دشوار ہے۔ حکمائے وقت نے اپنے اپنے زمانہ میں ایک ایک کر کے بید مقدس کو چار حصوں میں جمع کیا، چاروں کے جمع کرنے والے الگ الگ ہیں، کہا گیا کہ یہ چاروں بید برہما جی کے چاروں منہ سے نکلے ہیں جو بطور الہام جمع ہوئے ہیں، اسی بنا پر چار برن قائم کئے۔ سب سے بہتر اور اعلا تر برہمن ہیں، جن کی طرف روحانیت و مذہبیات و احکامات فقہہ و تمدن و اخلاق کو منسوب کیا گیا۔ دوسری گروہ کی طرف ملک داری و فتوحات و جنگ و جدل و فصل خصومات و دیگر مہمّات حکومت کو منسوب کیا، جن کا نام چھتری اور فی زماننا کھتری ہے۔ تیسرے گروہ کی طرف جملہ اعلا صنائع ضروریات زندگانی انسانی مثل زراعت و تجارت و مصنوعات اور حرفتوں کو منسوب کیا گیا، اور اِن کا نام ویس رکھا۔ چوتھے گروہ جو سب سے زیادہ اذ وَنْ اور یہاں کی مفتوح خلقت میں داخل ہو کر مطیع ہو گئے تھے، وہ ان تینوں برنوں کے خدمتی اور رذیل کاموں کے لئے مخصوص ٹھہرائے گئے، اور ان کا نام سُدر رکھا گیا۔ چونکہ یہ بھی منجملہ اِلقاء و اِلہام و تعلیمات برہما جی کے تھے، اِن کی نافرمانی میں لامحالہ عذاب و خسران دین و دنیا اور بجا آوری میں نجات و مُکت کا یقین تھا، سب نے بخوشی قبول کر لیا جو جس گروہ کے متعلق کام رکھا گیا کہ ہر گروہ دوسرے گروہ کے کام میں ہاتھ نہ ڈالے، مثلاً پڑھنا خصوصاً مذہبی کتابوں کا، تعلیم و تلقین و احکامات مذہبی کو جاری کرنا محض براہمن کا حصہ تھا کہ دوسرا گروہ اس میں دخل نہ دے سکے۔

برہمنوں کی شاخیں:

رفتہ رفتہ برہمنوں کے جدا جدا اقسام ہو گئے، اور بے گنتی ہیں۔ برہمنوں کے کام اوپر بیان ہوئے۔ کھتری کے کام بید پڑھنا، جاگ کرنا یعنی دیوتاؤں کے لئے نقد و جنس خیرات کرنا، خدمت برہمن کی کرنا، نگہبانی ملک کی کرنا، اس کے عوض وظیفہ پانا، دین کی نگہبانی، بدکاروں سے تاوان لینا، نیکی کی جزا اور بدی کی سزا دینا، روپے جمع کر کے اپنی جگہ خرچ کرنا، اور سب کی تیمارداری و حفاظت کرنا، اور لڑائی کی جگہ لڑنا، یا صلح کرنا وغیرہ۔

کھتری کی پانچ سوشاخیں:

کہتے ہیں کہ برہمن برہما جی کے منہ سے اور کھتری بازو سے اور بَیس ران سے، اور سُدر پاؤں سے پیدا ہیں، پھر کھتری کی دو قسمیں کی ہیں، ایک سورج بنسی جن کی ولادت آفتاب سے بتاتے ہیں، دوسرے سُوم بنسی (بہ ضمہ سین و واوَ مجہول) کہا جاتا ہے کہ کھتری پانچ سو قسم سے زیادہ ہیں، مگر باون قسم اِن کی اب بھی ہے، اسی طرح بیس اور سُدر کی شاخیں بے گنتی ہیں۔ کھتریوں نے رفتہ رفتہ سپاہ گری وغیرہ کو چھوڑ کر اور پیشے بھی اختیار کر لئے، زبانِ عرف میں اب کھتری ایسے ہی لوگوں سے مراد ہے، مگر جن کھتریوں نے سپاہ گری نہ چھوڑی انھیں کو اب راج پوت کہتے ہیں، ان کے اقسام اور شاخیں بھی بے شمار ہیں۔ بعض کے نام ذیل میں مندرج ہیں:

راٹھور، چوہان، سون، پچی کھچی بکسر کاف و یائے خفی، نربان، ہاڑا، پنوار، جادون، بھاتی، جاری چہ، چُنوھا، گہلوت، سی سودیا، چندراوت، کچھواہا، سولنگھی، پرہار، تونور، بڑگوجر۔ اِن سب شاخوں کے پاس نسب نامے بھی ہزاروں برس کے ہیں۔

چھتری اور کھتری کا فرق:

علامہ ابوالفضل کی تحقیق یہ ہے کہ ابتدا میں اس قوم کو یعنی جن کے متعلق ملک داری وغیرہ تھی، چھتری ی کہتے ہیں بہ مناسب چتر جو سلاطین کی مخصوص چھتری ہے، پھر جب قوم بڑھی اور دوسرے دوسرے شریف پیشے اختیار کر لئے اور سپاہ گری سے علحدہ ہو گئے تو کھتری پکارے گئے اور جنھوں نے سپاہ گری نہ چھوڑی جیسا کہ لکھ چکا ہوں وہ راج پوت کہائے۔

چار برن کے سوا سب چنڈال ہیں:

براہمہ کے دینی آئین میں یہ داخل ہے کہ کسی حالت میں غیر مذہب اِن کے دین میں داخل ہو ہی نہیں سکتا، اس کے وہ وہ شرائط بیان کرتے ہیں کہ انسان سے اس کی ادا کاری ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ تمام دنیا کی خلقت اور مذہب والوں کو چاہے کیسے ہی نیک و خدا پرست کیوں نہ ہوں بجز اپنے چار برن کے نجات پانے والا نہیں مانتے اور بجز اپنے چار برن کے سب کو چنڈال جانتے ہیں جن کے سایہ سے چیز نجس و ناپاک ہو جاتی ہے، وللناس فیما یعشقون مذاھبُ۔

راجہ کے اوقات:

برہمنوں نے اپنے حکمرانوں کے اوقات، شبا روزی جو معین کر دئے تھے، اور راجہ خصوص جو

بیدار مغز اور عمدہ حکمراں تھا اس پر سختی سے عمل درآمد کرتا تھا، وہ یہ ہیں:

کچھ رات باقی رہے بیدار ہو، اگر خود بیدار نہ ہو تو وقت معین پر گانے والے اور سنکھ وغیرہ باجے بجانے والے، مناسب گانے اور باجوں کی صدا سے، یا چپی کر کے اس کو بیدار کریں۔ پھر وہ ضروریات سے فارغ ہو کر اشنان کرے۔ اور اعمالِ مذہبی، پوجا سے فارغ ہو کر کچھ ناشتہ کرے۔ مناسب ورزش، گھوڑے کی سواری، تیر اندازی، شمشیر زنی کی مشق کرے۔ اپنی جگہ آ بیٹھے، جاسوسوں اور خبر رسانوں سے اخبار ملک سنے، اس کے بارہ میں مناسب احکامات جاری کرے۔ پھر عدالت گھر میں مقدمات فیصل کرے۔ اس کے بعد قابل انعام لوگ پیش ہوں، انعامات عطا کرے۔ سارے متعلقین حتیٰ کہ جانوروں کی دیکھ بھال کر کے زوال آفتاب کے وقت اشنان اور پوجا سے فارغ ہو کر رسوئی پر بیٹھے وہاں اپنے متعلقوں اور روزینہ پانے والوں کی فہرست ملاحظہ کرے کہ سب روزینہ داروں میں سے کوئی باقی تو نہیں رہ گیا ہے، اس کے بعد تین حصہ رسوئی کا دیوتاؤں اور بزرگوں کے نام پر چڑھائے۔ اور برہمن کو کھلائے، تب خود بقدر سدّ رمق کھا کر تھوڑی دیر آرام کرے۔ ہر کام کی تبدیل کے وقت سنکھ یا شہنا وغیرہ راجہ کی جیت کے لئے بجایا جائے۔ پھر پہلوانوں کی کشتی اور سپاہیوں کی مشق دیکھے، کچھ دن باقی رہے باغوں یا صحرا کی سیر سے دل بہلائے۔ سرِ شام برہمنوں سے بید سنے۔ آدھی رات تک عدالت کرے۔ تب حسب دستور دن کے رسوئی کر کے آرام کرے۔

☆☆☆

فصل خصومات ورفع نزاع کے قواعد

راجہ یا حکام کے اخلاق:

واضح ہو کہ راج نیت قواعد فرماں روائی کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ جس طرح بادشاہ حقیقی کے اخلاق ہیں، راجہ کو چاہیے کہ اسی کی پیروی اختیار کرے۔ بُری خواہشوں اور خشم وغصہ سے ہمیشہ بچتا رہے۔ بادشاہوں کی بادشاہت کے زوال کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو بادشاہ اِن دس باتوں میں منہمک اور مشغول رہے گا، اس کی سلطنت باقی نہیں رہ سکتی:

(۱) شکار، (۲) قمار، (۳) نیند یعنی اعتدال سے زیادہ خواب کرنا، (۴) لوگوں کی عیب چینی بے ضرورت، (۵) عورتوں میں اپنی اوقات صرف کرنا، (۶) گانا، (۷) ناچنا، (۸) ارباب نشاط سے خلط رکھنا، (۹) شراب نوشی، (۱۰) اکیلے پھرا کرنا۔

آٹھ باتوں کو فتنہ وفساد کی جڑ سمجھا ہے: (۱) دوسروں کا مال لے لینا، (۲) مہربانی کے وقت غمگین ہو جانا، (۳) راز کھولدینا (۴) نوکروں کی خدمت کی پروانہ کرنا (۵) زبان کو گالیوں میں آلودہ کرنا (۶) بری باتیں سوچتے رہنا، (۷) کسی کے مار ڈالنے میں جلدی کرنا، (۸) لوگوں کے عیوب کو شہرت دینا۔

سب سے بدتر فرمانروا کا عیب یہ ہے کہ حکام کی رشوت ستانی سے غافل ہو بیٹھے۔ اور چشم پوشی کرتا رہے۔ عمال بے وجہ غریب رعیت سے جو چاہیں لے لیا کریں۔ اس بارے میں ایسا رکاؤ نہ رکھے کہ غریب رعیت فریاد کرتے ہوئے ڈرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سب سے بدتر وہ بادشاہ سمجھا گیا ہے جو خود کی اور اپنے لوگوں کی پرورش کے مقابلہ میں غریب رعیت کی پروانہ کرے۔ اسی طرح اور بہت سی پسندیدہ باتیں بیان کی گئی ہیں، طوالت کے خوف سے ترک کیا۔

خصومت اور نزاع کو اٹھارہ قسم پر منقسم بتایا ہے۔

ترتیبِ مسل

مقدمات کیوں کر تجویز کرتے تھے:

مدعی کو بادی کہتے ہیں۔ اور مدعا علیہ کو پرت بادی۔ نو شخصوں کو حاضری عدالت سے معاف رکھا گیا ہے۔ نہایت پیر، ضعیف، یا جس کی عمر بارہ برس سے کم ہو، اور مخمور و مست و مجنون و بیمار، اور کار سلطنت میں جو لوگ مشغول ہوں، اور وہ بیوہ عورت جس کے اور لوگ مربی نہوں، اور وہ عورت جو بہت عزت دار خاندان کی ہو، ان سب کے اظہار وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو ارباب حکومت خود جا کر اظہار لیں گے۔

گواہ سے حلف/ مستثنیٰ گواہ

بادی (مدعی) کا اظہار لکھا جائے گا۔ دن، تاریخ، وقت، سال اور نام مدعی و مدعا علیہ کے تین پشتوں تک لکھے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اور خصوصیتیں بھی قلم بند کی جائیں گی۔ پھر پرت بادی (مدعا علیہ) کا اظہار بھی یوں ہی قلم بند ہوگا۔ پھر بادی سے ثبوت و گواہ طلب ہوگا، گواہ چار ہونے چاہئیں، ورنہ تین۔ ہاں بعض صورتوں میں اگر گواہ نہایت معتبر و ذی عزت و صداقت ہے تو ایک بھی کافی ہوگا۔ اور پانچ برس سے کم کا اور ایسا بوڑھا جو حواس میں نہو، اس کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ سُدر کی گواہی بجز سُدر کے مقدمہ کے نہیں مسموع ہے۔ اور پیشہ والے گواہ کی گواہی اپنے ہی ہم پیشوں کے مقدمہ میں لیں گے۔ اور گواہی اندھے لنگڑے، بہرے، بیمار و مست و دیوانہ و قمار باز، اور اس کی جو بڑے بڑے گناہوں میں مرتکب اور مشہور ہو، اور سخت بھوکے اور پیاسے اور غصہ ور اور چور اور اس کی جو قتل ہونے کے لئے جا رہا ہو، مسموع نہیں ہے۔ اور حاکم کو چاہیے کہ گواہ کی ہیئت و ترکیب و انداز کا لحاظ رکھے، مثلاً گواہ کی خشکی لب، ہونٹ چبانا، اور گواہی کے وقت زبان کو لب پر پھرانا، اور چہرہ کے رنگ سے بھی مطلب پیدا کرتا رہے، یہ جتنے شرائط ہیں گواہی میں ملحوظ رہیں۔

اگر گواہ نہوں تو حاکم کو چاہیے کہ قرائن حالات پر دیانت کے ساتھ اپنی عقل دوڑائے اور نہایت احتیاط برتے کہ حق کا ناحق نہ ہونے پائے، اگر مجبور ہے تو اپنے سے اعلاتر کے پاس مقدمہ کو بھیج دے، اگر اس سے بھی کام چلتا نظر نہ آئے تو مدعی یا دونوں سے قسم اور حلف لے۔

حلف کے قواعد

حلف کی آٹھ صورتیں ہیں۔ پہلی صورت حلف کی یہ ہے کہ اس شخص کو اوپر سے نیچے کی طرف کھینچتے لائیں، اور خدا کی حمد و ثنا کہتے ہوئے معین دعائیں اس پر پڑھ کر پھونکتے جائیں، اور پھر نیچے سے اوپر کھینچتے لے جائیں، اگر اس میں اس کو لغزش پیدا ہو اور کانپنے لگے تو جھوٹا ہے۔ اور جس پر مطلق اثر نہو اور صفائی سے عمل کرے تو سچا ہے۔ ایسے وقت مشہور مقدس برہمن کا رہنا ضرور ہے۔

دوسرے یہ کہ سات گنڈے یا نو، مندر کی شکل کے ایک دوسرے سے سولہ انگشت زمین پر بنائیں، پھر اس کو نہلا کر مقررہ افسوں پڑھیں، پھر سُبوس گندم سے اس کے ہاتھ اور ہتھیلیوں کو ملوائیں اور سات ہرے پتّے پیپ کے وہ اپنے ہاتھ میں لے اور کچّا سوت اس پر سات لپیٹ کے ساتھ لپیٹے، پھر سوا تین سیر کا لوہا سرخ کر کے پتوں پر رکھ کر اس طرح اچکتا ہوا چلے کہ ہر قدم گنڈے میں پڑے، اگر ساتوں گنڈے سات قدم میں پھاند جائے اور ہتھیلی نہ جلے تو سچا ہے۔ اور درمیان میں لوہا گر جائے تو پھر سے شروع کرے۔

اسی طرح باقی حلف لینے کے سخت سخت طریقے ہیں، میں نے نمونہ کی طرح دو بیان کر دئے ہیں۔

اگر مقدمہ ایک دن میں فیصل نہو تو ضمانت لے کر مدعا علیہ کو دوسری تاریخ بلائے، اور چاہیے یوں کہ ایک یا دو تین پیشی میں مقدمہ فیصل ہو جائے۔

جھوٹے دعوے اور سزا:

جھوٹے مدعی یا مدعا علیہ سے جتنا جرمانہ دلوایا جاتا تھا، اسی مقدار سے سلطنت جرمانہ لیتی تھی۔

جرائم کی اٹھارہ قسمیں:

واضح رہے کہ ہندو صاحبوں کے زمانۂ حکومت میں جرائم قابل سزا و تدارک کی اٹھارہ قسمیں کی تھیں۔ ان اٹھارہ سے کوئی جرم باہر نہ تھا، اور ہر ایک جرم کا فیصلہ جداگانہ تھا، اول معاملات قرض گیری و قرض دہی۔ دوم معاملات امانت۔ سوم شناخت مال کی، جب جانبین مختلف ہوں۔ چہارم جھگڑے خانگی۔ پنجم دی ہوئی چیز کا واپس چاہنا (یعنی کسی کو کوئی چیز بیع کر دی ہے اب دعویٰ یہ ہے کہ فرضی ہے یا

جعلی)۔ ششم آقا و نوکر کے جھگڑے، مشاہرہ کے بارہ میں، مزدور کے کرایہ وغیرہ کے جھگڑے اسی میں داخل ہیں۔ ہفتم کاشتکار اور بادشاہ کے درمیان زر مال گزاری کے بارے میں جھگڑے۔ ہشتم مشتری یا بائع کے جھگڑے۔ نہم تاوان لینے اور دینے کے بارے میں جھگڑے۔ دہم زمین کے حدود (سرحد سوانہ(کذا)) کے بارے میں نزاعیں۔ یازدہم گالیاں یا سخت گوئی و ازالہ حیثیت کے جرائم۔ دوازدہم مار پیٹ یعنی جرائم فوجداری۔ سیزدہم چوری ڈاکا وغیرہ کے جرائم۔ چہاردہم قتل عمد یا قریب بہ قتل عمد کے جرائم۔ پانزدہم حرام کاری وزنا وغیرہ کے متعلق جرائم۔ شانزدہم زن وشوہر کی نزاعیں۔ ہفتدہم وراثت کے جھگڑے۔ ہیجدہم قمار بازوں کے متعلق اور شراب نوشوں کے جرائم۔

اِن ہیجدہ اقسام کی شاخیں بہت ہیں اور سب کا بیان دشوار۔

حاکم مجاز کے لئے لازم ہے کہ تجویز و سماعت مقدمہ کے وقت رخ اپنا پورب طرف رکھے سورج اسی طرف سے نکلتا ہے، اور دل میں یہ دھیان رکھے کہ ہم اس مقدمہ کی تجویز میں اپنی دیانت اور بے لوثی کے بارے میں سورج دیوتا کو گواہ رکھتے ہیں، اور سب عبادتوں سے اس کو افضل سمجھ کر بجا لائے۔ حکام جو مقرر ہوں وہ ایسے ہوں کہ جن پر باعتبار ہر امر کے وثوق حاصل ہو جائے۔

سزاؤں کے بارہ میں شریف ورذیل کا فرق رکھا گیا تھا، یعنی بمقابلہ شریف کے اگر رذیل جرم کرے تو بہ نسبت شریف کے دونی جسمانی یا مالی سزا دی جائے۔ البتہ برہمنوں کے ساتھ حد سے زیادہ رعایت کی گئی تھی، بعض حالتوں میں رذیل اگر برہمن کو گالی دے تو سزا اس کی قتل تھی، برخلاف برہمن کے کہ برہمن اگر کسی کو بے قصور مار ڈالے تو تھوڑا تھوڑا جرمانہ یا معین زمانہ کے لئے جلائے وطن کیا جاتا تھا۔

راقم نے جہاں مذکورہ بالا باتوں کی گنجائش اس مختصر میں دیکھی ان باتوں کو بطور نمونہ تھوڑا تھوڑا درج کر دیا، اگر ان باتوں کی تمام شاخوں کو بھی لکھنا شروع کرتا تو شاید عمر گزر جاتی۔ اس لئے ضمیمہ ہذا کو تمام کر کے حصہ اول کا جزو کر دیتے ہیں۔

خاتمہ

بس شاد بس اس ضمیمہ میں جو کچھ تم نے لکھا سمندر کے ایک قطرہ سے بھی تو کم ہے، مدتوں کی سنی سنائی باتیں ہیں جن کی تصحیح قدیم زمانہ کی تاریخوں سے کر لی ہے۔ اسی ایک مذہب ہنود پر نہیں آج دنیا میں جتنے مذاہب ہیں مغربی علوم کی روشنی میں جب اہل مذہب کو ان میں ڈھونڈ لکا نظر آتا ہے تو تجدید وتاویل کی مشعلیں جلا کر ان کو نمایاں کرتے ہیں، اس بنا پر ممکن ہے کہ اس ضمیمہ میں ان کو اپنی مرضی کے برخلاف کچھ باتیں نظر آئیں، مگر مورخ تو واقعی ناقل ہے، اس کا یہ کام نہیں کہ نقادی کرے، اور نقادی بھی اگر کر سکتا ہے تو وہی جس کا وہ مذہب ہے نہ کہ غیر سچ ہے، اھل البیت اعرف بما فی البیت گھر والے ہی خوب جانتے ہیں کہ گھر میں کیا ہے۔

تمت الکلام والسلام بالاکرام۔

☆☆☆

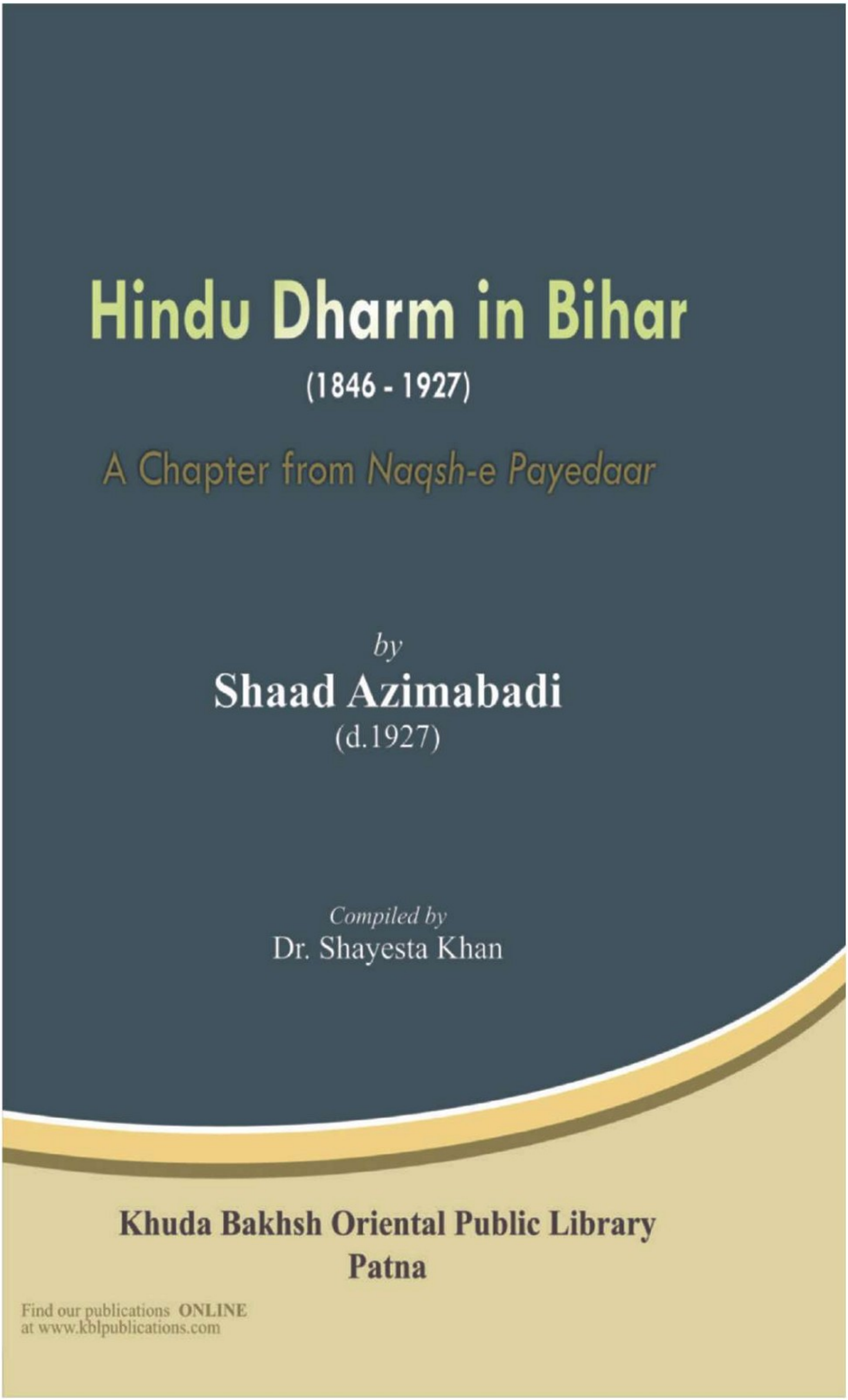

Hindu Dharm in Bihar

(1846 - 1927)

A Chapter from *Naqsh-e Payedaar*

by

Shaad Azimabadi

(d.1927)

Compiled by

Dr. Shayesta Khan

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Find our publications ONLINE